حقيقة التوحيد

تأليف الدكتور
صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان

ترجمة
د/سمير عبد الحميد إبراهيم
د/فضل الهي

راجع الترجمة
د/ محمد عبد الحق انصاري

حقیقتِ توحید

جس کو سب رسول علیہم السلام لے کر آئے

اور اُن کے

متعلقہ شبہات کا ازالہ

تالیف
ڈاکٹر صالح بن فوزان بن عبداللہ فوزان
پروفیسر المعہد العالی للقضاء الریاض

مترجم
ڈاکٹر سمیر عبدالحمید ابراہیم ڈاکٹر فضل الہی
نظر ثانی
ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری

أوردو

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بسلطانة
تحت إشراف وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد
هاتف ٤٢٤٠٠٧٧ ناسوخ ٤٢٥١٠٠٥ ص ب ٩٢٦٧٥ الرياض ١١٦٦٣ بريد إلكتروني E mail : Sultanah22@hotmail.com
THE COOPERATIVE OFFICE FOR CALL & FOREIGNERS GUIDANCE AT SULTANAH
Tel 4240077 Fax 4251005 P.O.Box:92675 Riyadh 11663 K.S.A. E-mail: sultanah22@hotmail.com

حقیقتِ توحید

جسکو سب رسول علیہم السلام لے کر آئے
اور اُسکے
متعلقہ شبہات کا ازالہ

*

تالیف
ڈاکٹر صالح بن فوزان بن عبداللہ فوزان
پروفیسر المعہد العالی للقضاء الریاض

مترجم
ڈاکٹر سمیر عبدالحمید ابراہیم   ڈاکٹر فضل الٰہی
نظرِ ثانی
ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری

حقیقتِ توحید

جسکو سب رسول علیہم السلام لے کر آئے
اور اُسکے
متعلقہ شبہات کا ازالہ

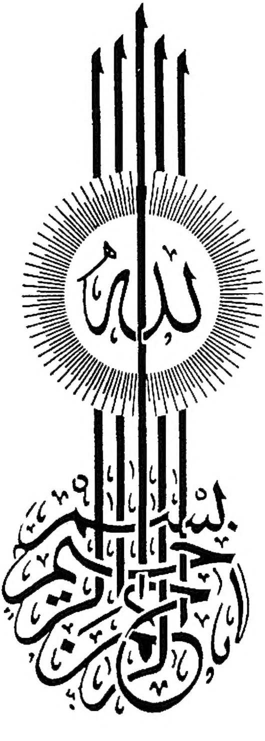
الله
بسم الله الرحمن الرحيم

جملہ حقوق محفوظ ہیں

پیش لفظ

از - معالی الدکتور عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی
چانسلر امام محمد بن سعود اسلامک یونیورسٹی

بعض مسلمان علاقوں اور ان کے بعض باشندوں کے دلوں میں جہالت و تقلید یا جاہلانہ تعصب کی وجہ سے جو تباہ کن مذاہب موجود ہیں ان کے خطرات سے سب آگاہ ہیں۔ اللہ تعالی کے فضل و کرم سے اگرچہ ایسے لوگ اپنی استعداد اور تعداد کے اعتبار سے قلیل ہیں لیکن ان سے چشم پوشی کرنا ان کے باطل نظریات و عقائد کے انتشار کا سبب بنتا ہے۔ اور یہ بات دعوت اسلامیہ اور مسلمانوں کے لئے انتہائی خطرہ کی ہے۔

ساری امت اسلامیہ پر واجب ہے کہ ان گروہوں کے خلاف بر سر پیکار رہے، ان کی گمراہی کو آشکارا کرے، ان کے عقائد کی خرابی بیان کی جائے اور انکے اللہ تعالی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ھدایت کے برعکس اور مخالف ہونے کو بیان کرے۔

فاسد عقائد کی نقاب کشائی، اور ان گمراہ فرقوں کا پول کھولنے کے لئے جن کو شیطان نے اندھا کر رکھا ہے، اور جن کے برے اعمال کو ان کی نظر میں خوبصورت بنا رکھا ہے، اور جن کے لئے جادہ حق و صواب کو چھوڑنے

کی خاطر مختلف حیلے بہانے تراش کر رکھے ہیں۔ انتہائی ضروری ہے کہ اہل السنت و الجماعت کے مذہب کی تشریح پیش کی جائے، تمام اسلامی امور کے متعلق ان کے نقطہ نظر کی وضاحت کی جائے اور ان کے اس عقیدہ کو بیان کیا جائے جو حق و ہدایت کے مطابق ہے۔

جب سے گمراہ فرقے ان یہود و منافقین کے ہاتھوں پیدا ہوئے جو اسلام کی صورت بگاڑنے اور اندر ہی سے اس کو ختم کرنے کے لئے اس میں داخل ہوئے تب ہی سے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسے لوگ مقرر فرما دئے جو اُن کا رد کرتے رہے۔ ان کے باطل ہونے کو واضح کرتے اور یہ ثابت کرتے رہے کہ ان کی باتیں اسلامی عقیدہ اور شریعت کے منافی ہیں۔

اللہ کے فضل و کرم سے آج اسلامی یونیورسٹیوں میں، اور ان میں سے سر فہرست جامعہ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ میں بہت سے ایسے اہل علم موجود ہیں جو سلف صالحین، اہل السنت والجماعت کے مذہب کو پڑھے لکھے اور دوسرے لوگوں کے لئے پوری شرح و بسط کے ساتھ بیان بھی کر سکتے ہیں اور مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ کرنے کی استعداد بھی رکھتے ہیں تاکہ یہ لٹریچر دنیا کے تمام گوشوں کے مسلمانوں تک پہنچے وہ اس سے آگاہ ہوں، اور وہ اسپر ثابت قدم رہتے ہوئے راہ حق سے بھٹکے ہوئے افکار و نظریات اور مذاہب سے بچ سکیں۔ شیخ صالح بن فوزان الفوزان نے توحید، جس کو سب رسول علیہم السلام لے کر آئے، کی حقیقت کے بیان کے بارے میں، اور اس کے متعلق پیدا کردہ شبہات کے بارے میں جو کچھ تحریر کیا ہے۔ وہ ہماری یونیورسٹی کی طرف سے کوششوں کا نقطہ آغاز ہے۔ ہم مولائے کریم

سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ان کوششوں کو بار آور فرمائیں جن کا مقصد صرف یہ ہے کہ اہل السنت و الجماعت کے وہ عقائد اور شرائع بیان کئے جائیں جو کہ اسلام کی اساس ہیں اور اسی غرض کیلئے یہ فیصلہ کیا گیا ھے کہ آسان و مختصر انداز میں الصراط المستقیم (سیدھی راہ) کے عنوان سے کتابچے شائع کئے جاویں۔

جناب مؤلف ۔ وفقہ اللہ تعالی۔ نے اپنے اس مفید کتابچہ میں عقیدہ کی اہمیت بیان کرنے پر خصوصی توجہ دی ہے۔ انہوں نے یہ بات واضح کی ہے کہ عقیدہ امت کی عمارت کی مضبوط بنیاد ہے انہوں نے توحید کی اقسام اور اسکی ہر قسم کے متعلق کافروں کے نقطہ نظر کو خوب شرح و بسط سے بیان کیا ہے۔ انہوں نے یہ بات بھی واضح کی ہے کہ کس طرح پہلی امتیں توحید عبادت سے متعلق شرک میں مبتلا ہوئیں اور اپنے غلط موقف کو ثابت کرنے کے لئے کیا کیا شبہات اٹھائے۔ مولف نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ پہلی اور موجودہ امتوں میں کیا کیا باتیں مشترک ہیں۔ پھر ان کے باطل دعووں اور شبہات کا تفصیلی رد کیا ہے، کتاب و سنت اور عقلی دلائل سے ان کے عقائد کی خرابی اور دلائل کے بودے پن کو ثابت کیا ہے۔

علاوہ ازیں فاضل مولف نے شفاعت، اس کی شروط، اس میں منظور ہونیوالی اور نامنظور ہونیوالی سب باتوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اولیاء و صالحین سے تبرک حاصل کرنے کے موضوع پر بھی سیر حاصل بحث کی ہے۔ وسیلہ اور اس کی جائز و نا جائز قسموں کی تفصیل بھی بیان کی ہے۔

جو لوگ کہانی قصوں اور خوابوں پر اعتماد کرتے ہیں اور قبروں پر جانے سے

اپنی بعض حاجات کے پورا ہونے سے اپنے شرک کے صحیح ہونے پر استدلال کرتے ہیں، فاضل مولف نے ان کا رد کرتے ہوئے اپنے اس کتابچہ کا اختتام کیا ہے۔ اللہ تعالی انہیں جزائے خیر عطا فرماویں اس کوشش کو نفع مند بنا دیں اور ہم سب کے نیک عزائم کو پورا فرماویں۔ اللہ تعالی ہی سیدھی راہ کی طرف راہنمائی فرمانے والے ہیں وہ ہمارے کار ساز ہیں، بہترین کار ساز اور بہترین مددگار ہیں۔

ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی
چانسلر امام محمد بن سعود اسلامک یونیورسٹی

حقیقت توحید کا بیان جس کو سب رسول علیہم السلام لے کر آئے اور اس کے بارے میں پھیلائے ہوئے شبہات کا رد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَصَلَّى اللهُ وَسَلَّمَ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الرُّسُلِ وَمَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِهِ وَسَارَ عَلَى نَهْجِهِ إِلَى يَوْمِ الدِّيْنِ. أَمَّا بَعْدُ:

عقیدہ ہی وہ بنیاد ہے جس پر امتوں کی عمارت استوار ہوتی ہے۔ ہر امت کی بہتری اور سر بلندی اس کے عقیدہ کی سلامتی اور اس کے افکار کی درستگی سے وابستہ ہے۔ اسی لئے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام نے عقیدہ کی اصلاح کی دعوت دی اور ہر رسول نے دعوت کی ابتداء اس طرح کی:

﴿ ... اَعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ ... ﴾(۱).

اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطّٰغُوتَ ... ﴾(۲).

اور البتہ تحقیق ہم نے ہر ایک امت میں پیغمبر بھیجا (بہ حکم دے کر کہ) اللہ تعالی کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔

---

(۱) سورۃ الاعراف: آیت ۵۹۔

(۲) سورۃ النحل : آیت ۳۶ ۔

یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالی نے مخلوق کو صرف اپنی ہی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ ٱلْجِنَّ وَٱلْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴾(۱).

میں نے جن اور انسان اسی لئے پیدا کئے ہیں کہ وہ میری عبادت کریں۔

عبادت اللہ تعالی کا اپنے بندوں پر حق ہے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالی کا بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ تعالی پر کیا حق ہے؟ پھر فرمایا "اللہ تعالی کا بندوں پر حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں تو ان کو عذاب نہ دے"(۲)

یہ حق تمام حقوق سے پہلے ہے، کوئی اور حق اس سے پہلے ہے نہ اس سے بڑھ کر۔ اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

﴿ وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوٓاْ إِلَّآ إِيَّاهُ وَبِٱلْوَٰلِدَيْنِ إِحْسَٰنًا... ﴾(۳)

تمہارے پروردگار نے یہ حکم دیا کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

---

(۱) سورۃ الذاریات : آیت ۵۶ ۔

(۲) صحیح بخاری: کتاب التوحید، ۱۳ : ۳۰۰، صحیح مسلم، کتاب الایمان، حدیث نمبر ۳۰ ۔ (۳) سورۃ الاسراء : آیت ۲۳ ۔

اور یہ بھی فرمایا:

﴿ قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ﴾ (۱)

کہہ دیجئے آؤ میں تم کو یہ پڑھ کر سناؤں جو تمہارے پروردگار نے تم پر حرام کیا ہے: تم کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھراؤ اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

چونکہ یہ حق تمام حقوق پر افضل ہے اور دین کے تمام احکام کی جڑ اور بنیاد ہے اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی تیرہ سالہ زندگی میں لوگوں کو اسی حق کے قائم کرنے کی دعوت دیتے رہے اور اللہ تعالی کے ساتھ کسی کے شریک ہونے کی نفی کرتے رہے۔ قران کریم کی بیشتر آیات میں بھی اسی حق کو ثابت کیا گیا ہے اور اس کے بارے میں شبہات کی نفی کی گئی ہے۔ ہر نمازی، خواہ وہ فرض پڑھے یا نفل، اللہ تعالی سے ذیل کے الفاظ میں اس حق کو ادا کرنے کا عہد کرتا ہے۔

﴿ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ﴾ (۲).

ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

اس عظیم حق کو توحید عبادت، یا "توحید الوهیت" یا "توحید الطلب و القصد" کہا جاتا ہے۔ ناموں کے اختلاف کے باوجود مراد ایک ہی ہے۔ یہ توحید

---

(۱) سورۃ الانعام : آیت ۱۵۱ ۔

(۲) سورۃ الفاتحہ : آیت ۵ ۔

انسانی فطرت میں موجود ہے (جیسا کہ حدیث شریف میں ہے)۔ "ہر پیدا ہونے والا فطرت پر پیدا ہوتا ہے"۔

انحراف بری تربیت کی وجہ سے رونما ہوتا ہے (جیسا کہ حدیث شریف میں ہے):
"بچہ کے والدین اس کو یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں"(۱)
دنیا میں پہلے صرف یہی توحید تھی۔ شرک بعد میں پیدا ہوا۔ اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

﴿ كَانَ ٱلنَّاسُ أُمَّةً وَٰحِدَةً فَبَعَثَ ٱللَّهُ ٱلنَّبِيِّـۧنَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأَنزَلَ مَعَهُمُ ٱلْكِتَٰبَ بِٱلْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ ٱلنَّاسِ فِيمَا ٱخْتَلَفُوا۟ فِيهِ ۚ... ﴾(۲)۔

لوگ ایک امت تھے پس اللہ تعالی نے پیغمبروں کو بھیجا، خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے۔ اور ان کے ساتھ کتاب نازل کی حق کے ساتھ تاکہ وہ لوگوں کے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کریں جن میں انہوں نے اختلاف کیا۔

ایک اور جگہ فرمایا:
﴿ وَمَا كَانَ ٱلنَّاسُ إِلَّآ أُمَّةً وَٰحِدَةً فَٱخْتَلَفُوا۟ ... ﴾(۳)
اور لوگ (پہلے) ایک ہی جماعت تھے، پھر انہوں نے اختلاف کیا۔

---

(۱) صحیح مسلم: حدیث نمبر ۲۰۴۷۔

(۲) سورۃ البقرۃ: آیت ۲۱۳۔

(۳) سورۃ یونس: آیت ۱۹۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا "حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما السلام کے درمیان دس صدیاں گزری ہیں، اور وہ سبھی لوگ اسلام پر تھے"(۱) علامہ ابن القیم نے کہا ہے "آیت کی تفسیر میں یہی بات درست ہے" پھر انہوں نے اسی بات کی تائید میں قرآن کریم سے اور دلائل بھی پیش کئے ہیں۔(۲)

حافظ ابن کثیر نے بھی اپنی تفسیر میں اسی بات کو صحیح قرار دیا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں شرک اس وقت پیدا ہوا جب انہوں نے نیک لوگوں کی تعظیم میں غلو کیا اور اپنے نبی کی دعوت سے تکبر کی بنا پر انکار کیا:

﴿ وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا ﴾(۳)

اور انہوں نے کہا ہرگز نہ چھوڑو اپنے معبودوں کو، اور نہ چھوڑو ود کو نہ سواع کو نہ یغوث و یعوق اور نسر کو۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اپنی کتاب "الصحیح"(۴) میں نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: "یہ نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک آدمیوں کے نام ہیں، ان کے انتقال کرنے پر شیطان نے

---

(۱) تفسیر ابن کثیر: ۱:۲۵۰۔

(۲) اغاثۃ اللهفان: ۲:۲۰۱۔

(۳) سورۃ نوح: آیت ۲۳۔

(۴) صحیح البخاری: ۶: ۱۳۳۔

ان کی قوم کے دلوں میں یہ بات ڈالی کہ ان مجلسوں میں جہاں وہ بیٹھا کرتے تھے مورتیاں رکھو اور انکے نام بزرگوں کے ناموں پر رکھو۔ انہوں نے ایسے ہی کیا لیکن ان مورتیوں کی پوجا نہ کی۔ ان کی پوجا اس وقت شروع ہوئی جب مورتیاں رکھنے والے فوت ہو گئے اور لوگ ان کی اصل حقیقت کو بھول گئے۔"

امام ابن القیم رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا: سلف میں سے کئی ایک نے کہا ہے کہ جب وہ (نیک لوگ) فوت ہو گئے تو انہوں نے ان کی قبروں پر ڈیرا ڈال دیا، پھر انہوں نے ان کی مورتیاں بنا ڈالیں۔ پھر کافی مدت گزرنے کے بعد انہوں نے ان کی پرستش شروع کر دی"(۱)

حضرت امام نے مزید کہا: "بتوں کی پوجا کے بارے میں شیطان نے ہر قوم کو اس کی سمجھ کے مطابق ہی بیوقوف بنایا ہے ایک گروہ کو مردوں کی تعظیم کے نام سے بتوں کی عبادت کی طرف بلایا یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے نیکو کار لوگوں کی شکلوں کی مورتیاں بنائیں جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے کیا۔ مشرکین عوام میں شرک کی ابتداء کا یہی سبب ہے۔ جہاں تک خواص مشرکین کا تعلق ہے انہوں نے ان ستاروں کی شکل کی مورتیاں بنائیں جن کے متعلق وہ سمجھتے تھے کہ وہ نظام عالم چلانے میں مؤثر ہیں۔ ان مورتیوں کے لئے انہوں نے گھر بنائے، مجاور و دربان مقرر کئے اور ان پر چڑھاوے چڑھائے۔ قدیم زمانہ سے لے کر اب تک شرک کی یہ صورت دنیا میں موجود ہے۔ اس کی ابتداء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بے

---

(۱) اغاثۃ اللھفان : ۲ : ۲۰۲ ۔

دین قوم سے ہوئی جن سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شرک کے بطلان کے لئے مناظرہ کیا۔ ان کی دلیل کو اپنے علم سے اور ان کے معبودوں کو اپنے ہاتھ سے توڑا (جواب میں) انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو زندہ جلانے کا مطالبہ کیا۔ ایک گروہ نے چاند کی مورتی بنائی انہوں نے یہ گمان کیا کہ یہ بندگی کا مستحق ہے اور عالم سفلی کا نظم و نسق یہی چلاتا ہے۔ دوسرے گروہ نے آگ کی پرستش کی یہ لوگ مجوسی ہیں انہوں نے آگ کے لئے گھر بنائے اور ان کے دربان و مجاور مقرر کئے۔ وہ ایک لمحہ کے لئے آگ کو بجھنے نہیں دیتے۔ کچھ لوگ پانی کی پوجا کرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ پانی ہر چیز کی اصل ہے اسی سے ہر چیز کی پیدائش ہوتی ہے اور اسی سے نشو و نما ہے۔ سب چیزوں کی ستھرائی و پاکیزگی اسی سے ہوتی ہے اور یہی عالم کی آباد کاری کا ذریعہ ہے۔ بعض لوگ حیوانات کی پرستش کرتے ہیں۔ ان میں کچھ تو گھوڑے کو پوجتے ہیں اور کچھ گائے کو۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو زندہ اور مردہ انسانوں کی عبادت کرتے ہیں۔ بعض جنوں کی بندگی کرتے ہیں، بعض درختوں کو پوجتے ہیں۔ اور بعض فرشتوں کی پرستش کرتے ہیں۔"(۱)

اوپر بخاری شریف کے حوالہ سے نوح علیہ السلام کی قوم میں شرک کے نمودار ہونے کے متعلق حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا جو قول نقل کیا گیا ہے اس سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

۱- دیواروں پر تصویروں کا لٹکانا اور مجالس اور میدانوں میں مورتیاں نصب

---

(۱) اغاثۃ اللہفان: ۲: ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۳۔

کرنا بہت خطرناک ہے اس کی وجہ سے لوگ شرک میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ان تصویروں اور مورتیوں کی تعظیم لوگوں کو انکی پرستش پر پہنچا دیتی ہے اور لوگ یہ سمجھنا شروع کر دیتے ہیں کہ یہ خیر لانے اور شر دور کرنے کا سبب ہیں جیسا کہ قوم نوح علیہ السلام میں ہوا۔

۲- شیطان انسانوں کو گمراہ کرنے اور دھوکہ دینے کے لئے بے حد حریص ہے۔ بسا اوقات وہ ان کے بھلے جذبات سے نا جائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے بھلائی کی بات پر ترغیب کے بہانے گمراہ کرتا ہے۔ جب اس نے دیکھا کہ نوح علیہ السلام کی قوم نیک لوگوں سے بہت زیادہ محبت کرتی ہے تو اس نے انہیں ان کی محبت میں غلو کی ترغیب دی اور ان سے مجالس میں ان نیک لوگوں کی مورتیاں نصب کرائیں اس سے اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ راہ صواب سے دور ہو جائیں۔

۳ - لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے شیطان کی منصوبہ بندی صرف موجودہ نسل تک ہی محدود نہیں ہوتی بلکہ آئندہ نسلوں کے لئے بھی ہوتی ہے جب وہ حضرت نوح علیہ السلام کی نسل میں شرک داخل نہ کر سکا تو اس نے آپ کی قوم کی آنے والی نسلوں کو شرک میں مبتلا کرنے کی غرض سے اپنا جال پھینکا۔

۴- وسائل شر کے بارے میں تساہل درست نہیں ہے۔ ان کی بیخ کنی اور سد باب کرنا ضروری ہے۔

۵- آخری بات جو اس قول سے معلوم ہوتی ہے وہ باعمل علماء کی فضیلت ہے۔ ان کی موجودگی باعث خیر ہے اور عدم موجودگی باعث شر ہے۔ جب تک وہ

لوگوں میں موجود رہے شیطان انکو گمراہ نہ کر سکا۔

اقسام توحید

توحید کی دو قسمیں ہیں۔ توحید معرفت و اثبات۔ یہی توحید ربوبیت ہے اس سے مراد اس بات کا اقرار ہے کہ اللہ تعالی تنہا ہی ساری مخلوق کا پیدا کرنے والا، اس کا نظم و نسق چلانے والا، زندگی اور موت دینے والا، خیر لانے والا اور شر روکنے والا ہے۔ توحید کی اس قسم میں کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا حتی کہ مشرکین نے بھی اپنے شرک کے باوجود اس کا اقرار کیا ہے اور انکار کی جرات نہیں کی۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے ان کے متعلق فرمایا:

﴿ قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ ٱلسَّمْعَ وَٱلْأَبْصَٰرَ وَمَن يُخْرِجُ ٱلْحَىَّ مِنَ ٱلْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ ٱلْمَيِّتَ مِنَ ٱلْحَىِّ وَمَن يُدَبِّرُ ٱلْأَمْرَ ۚ فَسَيَقُولُونَ ٱللَّهُ ۚ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ (۱)

کہہ دیجئے کون تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ کون سننے اور دیکھنے کا مالک ہے، کون مردہ سے زندہ کو نکالتا ہے؟ اور زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے؟ اور کون تدبیر کرتا ہے سارے امور کی۔ پس البتہ کہیں گے اللہ پس آپ کہہ دیجئے: تو پھر تم کیوں نہیں ڈرتے۔

اسی قسم کی بہت سی آیات ہیں جن میں واضح طور پر اس بات کا بیان ہے کہ مشرک لوگ توحید کی اس قسم کے قائل تھے۔ توحید کی جس دوسری قسم کا وہ انکار کرتے وہ توحید عبادت ہے۔

توحید عبادت سے مراد یہ ہے کہ بندے کی ہر قسم کی عبادتوں کا صرف اللہ

---

(۱) سورۃ یونس: آیت ۳۱۔

تعالیٰ کو مطلوب و مقصود قرار دیا جائے۔ جیسا کہ کلمہ "لا الہ الااللہ" کا مدلول اور مفاد ہے۔ یہ کلمہ ہر قسم کی عبادت کو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ثابت کرتا ہے۔ اور غیر اللہ سے اس کی نفی کرتا ہے۔ اسی لئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کو یہ کلمہ پڑھنے کے لئے کہا تو انہوں نے انکار کیا اور کہنے لگے۔

﴿ أَجَعَلَ ٱلْـَٔالِهَةَ إِلَٰهًا وَٰحِدًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَىْءٌ عُجَابٌ ﴾ (۱)

کیا اس (نبی) نے سب معبودوں کو ایک معبود کر دیا یہ تو بڑی انوکھی بات ہے۔

کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جس نے یہ کلمہ پڑھ لیا اس نے غیر اللہ کے لئے ہر قسم کی عبادت کے باطل ہونے کا اعتراف کیا اور اللہ تعالیٰ کے لئے ہر قسم کی عبادت کا اثبات کیا۔

اور عبادت نام ہے ان ظاہری اور باطنی اقوال و اعمال کا جن کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں۔ جس کسی نے کلمہ پڑھنے کے بعد غیر اللہ کو پکارا اس نے اپنے ہی قول کی خلاف ورزی کی۔

توحید ربوبیت اور توحید الوہیت لازم و ملزوم ہیں توحید ربوبیت کا اقرار اس بات کو واجب ٹھہراتا ہے کہ توحید الوہیت کا اقرار کیا جائے اور اس کے تقاضوں کو ظاہری و باطنی طور پر ادا کیا جائے۔ اسی لئے سارے رسول علیہم الصلاۃ والسلام اپنی امتوں سے اس بات کا مطالبہ کرتے رہے ہیں اور ان کے توحید ربوبیت کے اعتراف سے توحید الوہیت کی دلیل پکڑتے رہے ہیں جیسا

---

(۱) سورۃ ص : آیت ۵ ۔

کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ ذَٰلِكُمُ ٱللَّهُ رَبُّكُمْ ۖ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ خَٰلِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَٱعْبُدُوهُ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ﴾ (۱) .

وھی اللہ تعالی تمہارا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز پر کارساز ہے۔

﴿ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ ٱللَّهُ ۚ قُلْ أَفَرَءَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ ٱللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَٰشِفَٰتُ ضُرِّهِۦٓ أَوْ أَرَادَنِى بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَٰتُ رَحْمَتِهِۦ ۚ... ﴾ (۲) .

اور اگر تو ان سے سوال کرے کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو یہ ضرور کہیں گے اللہ نے (اور ان سے) کہو بھلا بتلاؤ تو سہی اگر اللہ تعالی مجھے تکلیف پہنچانا چاھیں تو تم جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہو کیا وہ اس کی (بھیجی ہوئی) تکلیف کو دور کر سکتے ہیں؟ یا اگر مجھ پر رحمت فرمانا چاہیں تو کیا یہ اس کی رحمت کو روک سکتے ہیں۔

توحید ربوبیت کا اقرار انسانی فطرت میں داخل ہے کوئی مشرک بھی اس میں اختلاف نہیں کرتا۔ دنیا کے سارے گروہوں میں سے دھریوں کے سوا کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔ دھریہ خالق کا انکار کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ نظام جہاں بغیر کسی مدبر و منتظم کے خود بخود چل رہا ہے جیسا کہ اللہ

---

(۱) سورۃ الانعام : آیت ۱۰۲ ۔

(۲) سورۃ الزمر : آیت ۳۸ ۔

تعالیٰ نے ان کے متعلق بیان کیا ہے۔

﴿ وَقَالُوا۟ مَا هِىَ إِلَّا حَيَاتُنَا ٱلدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ إِلَّا ٱلدَّهْرُ ۚ... ﴾ (۱) .

اور انہوں نے کہا ہماری تو یہی دنیا کی زندگی ہے (دنیا ہی میں) مرتے ہیں اور (یہیں) جیتے رہتے ہیں اور زمانہ ہی ہم کو ہلاک کرتا ہے۔

پھر ان کی تردید ان الفاظ میں فرمائی:

﴿ ...وَمَا لَهُم بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴾ (۲) .

انہیں اس بارے میں کچھ علم نہیں، وہ تو صرف اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔

دھریوں کا انکار کسی دلیل پر مبنی نہیں تھا۔ ان کے پاس صرف ظن تھا اور ظن تو حق سے بے نیاز نہیں کر سکتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی اس بات کا بھی کوئی جواب نہ دے سکے۔

﴿ أَمْ خُلِقُوا۟ مِنْ غَيْرِ شَىْءٍ أَمْ هُمُ ٱلْخَٰلِقُونَ ﴿٣٥﴾ أَمْ خَلَقُوا۟ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ ۚ بَل لَّا يُوقِنُونَ ﴾ (۳)

کیا وہ آپ ہی آپ (بغیر کسی بنانے والے کے) بن گئے ہیں یا انہوں نے خود (اپنے کو) بنایا ہے۔ کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے! بلکہ وہ یقین نہیں لاتے۔

---

(۱) سورۃ الجاثیۃ : آیت ۲۴ ۔

(۲) سورۃ الجاثیۃ : آیت ۲۴ ۔

(۳) سورۃ الطور ، آیت ۳۵ - ۳۶ ۔

اور نہ ہی وہ اللہ تعالیٰ کی اس بات کا جواب دے سکے۔

﴿ هَٰذَا خَلْقُ ٱللَّهِ فَأَرُونِى مَاذَا خَلَقَ ٱلَّذِينَ مِن دُونِهِۦ ... ﴾ (۱) .

اللہ کی پیدا کی ہوئی تو یہ چیزیں ہیں پس مجھے دکھلاؤ کہ اللہ کے سوا دوسرے لوگوں نے کیا پیدا کیا ہے؟

﴿ قُلْ أَرَءَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ أَرُونِى مَاذَا خَلَقُوا۟ مِنَ ٱلْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ ... ﴾ (۲) .

کہہ دیجئے بھلا دیکھو تو سہی جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے دکھاؤ تو سہی انہوں نے زمین میں کیا بنایا ہے یا کیا آسمانوں میں ان کی شراکت ہے؟ بظاہر جو کوئی توحید کی اس قسم کا انکار کرتا ہے، جیسا کہ فرعون، دل سے وہ اس کو درست سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کے متعلق فرمایا:

﴿ ... لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ أَنزَلَ هَٰٓؤُلَآءِ إِلَّا رَبُّ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ .. ﴾ (۳) .

تو خوب جان چکا ہے کہ ان نشانیوں کو آسمانوں اور زمین کے پروردگار نے ہی اتارا ہے۔

پھر اس کے اور اس کی قوم کے متعلق فرمایا:

﴿ وَجَحَدُوا۟ بِهَا وَٱسْتَيْقَنَتْهَآ أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا ... ﴾ (۴) .

---

(۱) سورۃ لقمان : آیت ۱۱ ۔

(۲) سورۃ الاحقاف: آیت ۴ ۔

(۳) سورۃ الاسراء : آیت ۱۰۲ ۔

(۴) سورۃ النمل : آیت ۱۴ ۔

ان کے دلوں میں ان نشانیوں کا یقین آگیا تھا لیکن انہوں نے ظلم اور تکبر کی وجہ سے ان کا انکار کیا۔

پہلی امتوں کے متعلق اللہ تعالی نے فرمایا

﴿ وَعَادًا وَثَمُودَا۟ وَقَد تَّبَيَّنَ لَكُم مِّن مَّسَٰكِنِهِمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ ٱلشَّيْطَٰنُ أَعْمَٰلَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ ٱلسَّبِيلِ وَكَانُوا۟ مُسْتَبْصِرِينَ ﴾ (۱).

اور عاد و ثمود کو بھی (ہلاک کیا) اور ان کے گھر تمہارے لئے ظاہر ہیں۔ شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے واسطے زینت دی اور ان کو (سچی) راہ سے روک دیا اور وہ سب کچھ دیکھنے والے تھے۔

جس طرح انسانوں کے کسی معروف گروہ نے توحید کی اس قسم کا انکار نہیں کیا اسی طرح ان امور میں شرک کا ارتکاب بھی نہیں کیا۔ سب ہی اس بات کا اقرار کرتے رہے ہیں کہ اللہ ہی تنہا پیدا کرنے والے اور کائنات کا نظم و نسق چلانے والے ہیں۔ دنیا کے گروھوں میں سے کسی سے بھی یہ کہنا ثابت نہیں کہ دو پیدا کرنے والے ہیں جو صفات اور افعال میں برابر ہیں۔ مجوسیوں میں سے ثانویہ جو کائنات کے دو خالقوں کا عقیدہ رکھتے ہیں ایک انکے نزدیک خالق خیر ہے اور خیر نور ہے اور دوسرا خالق شر ہے اور شر تاریکی ہے مگر وہ بھی نور اور ظلمت کو برابر نہیں سمجھتے۔ نور ان کے نزدیک اصل ہے اور ظلمت ایک وقتی شے ہے۔ ان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ روشنی تاریکی سے بہتر ہے۔

اسی طرح نصاری جو تثلیث کے قائل ہیں انہوں نے بھی جہاں کے تین

---

(۱) سورۃ العنکبوت : آیت ۳۸ ۔

الگ الگ خدا نہیں بنائے۔ بلکہ وہ اس بات پر متفق ہیں کہ جہاں کا پیدا کرنے والا ایک ہی ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ باپ سب سے بڑا الہ (معبود) خلاصہ کلام یہ ہے کہ توحید ربوبیت کا اثبات ایک ایسی بات ہے جس پر سب کا اتفاق ہے اور اس میں شرک کم ہی ہوا ہے لیکن مسلمان بننے کے لئے یہ کافی نہیں۔ اس کے لئے توحید الوہیت کا اقرار ضروری ہے۔ کافر امتیں اور خصوصاً عرب کے مشرک جن میں خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث کئے گئے، توحید ربوبیت کا اقرار کرتے تھے لیکن یہ توحید الوھیت کے اقرار نہ کرنے کی وجہ سے مسلمان نہ بن سکے۔

قرآن کریم کی آیات پر غور و فکر کرنے والے کے لیے یہ بات واضح ہو جاوےگی کہ وہ توحید ربوبیت سے استدلال کرتے ہوئے توحید الوہیت کا مطالبہ کرتی ہیں۔ جس بات کا مشرکوں نے انکار کیا ان آیات میں اس کا مطالبہ کیا جاتا ہے، اور جس بات کو وہ مانتے ہیں اس سے استدلال کیا جاتا ہے۔ ان آیات میں توحید عبادت کا حکم ہے اور اس بات کی خبر دی گئی ہے کہ وہ توحید ربوبیت کا اقرار کرتے ہیں۔ توحید عبادت کو سیاق طلب میں اور توحید ربوبیت کو خبر کے پیرایہ میں ذکر کیا گیا ہے۔

قرآن کریم میں جو پہلا حکم ہے وہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱعْبُدُوا۟ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُمْ وَٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝٢١ ٱلَّذِى جَعَلَ لَكُمُ ٱلْأَرْضَ فِرَٰشًا وَٱلسَّمَآءَ بِنَآءً وَأَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً فَأَخْرَجَ بِهِۦ مِنَ ٱلثَّمَرَٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۖ فَلَا تَجْعَلُوا۟ لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴾ (۱)

---

(۱) سورة البقرة: آیت ۲۱ - ۲۲۔

اے لوگو اپنے پروردگار کی عبادت کرو جسنے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی برسا کر تمہارے کھانے کیلئے پھلوں کو نکالا۔ پس تم اللہ کے لئے شریک نہ بناؤ اور تم جانتے ہو۔

قرآن کریم میں کتنی ہی دفعہ توحید عبادت کی طرف دعوت، اس کے بارے میں حکم، اور اس کے متعلق اٹھائے گئے شبہات کا رد کیا گیا ہے۔ قرآن کریم کی ہر سورت بلکہ ہر آیت اسی توحید کی طرف دعوت دیتی ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں یا تو اللہ تعالی اور اس کے اسماء و صفات و افعال کے متعلق خبر ہے اور یہی توحید رلوبیت ہے، یا اس میں ایک اللہ کی عبادت کی دعوت اور غیر اللہ کی عبادت سے روکا گیا ہے اور یہی توحید الوھیت ہے۔

یا اس میں اس بات کی خبر دی گئی ہے کہ اللہ تعالی نے اھل توحید اور اپنے اطاعت گزاروں کو کس طرح دنیا و آخرت میں نوازا ہے اور یہی نوازنا توحید کا بدلہ ہے۔

یا قرآن کریم میں مشرکوں اور دنیا و آخرت میں ان کی سزا کے متعلق بتلایا گیا ہے اور یہی سزا اصل میں توحید سے بغاوت کرنے والوں کی سزا ہے یا قرآن کریم میں احکام اور شریعت سازی ہے اور یہ توحید کے حقوق میں سے ہے کیونکہ شریعت سازی کا حق صرف ایک اللہ ہی کے لئے ہے۔

ایک کلمہ "لا الہ الا اللہ" توحید کو اپنی تمام قسموں کے ساتھ اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ کیونکہ اس میں نفی بھی ہے اور اثبات بھی۔ (غیر اللہ

سے الوھیت حقہ کی نفی ہے اور صرف اللہ تعالی کیلئے اسکا اثبات ہے۔) اسی کلمہ میں "ولاء و براء ت" بھی ہے۔("ولاء" ۔ دوستی۔ اللہ تعالی کیلئے اور براء ت اللہ تعالی کے سوا سب سے) اور دین توحید کی بنیاد انہی دو باتوں پر ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے متعلق بتلایا ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا:

﴿...إِنَّنِي بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ ۝٢٦ إِلَّا ٱلَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُۥ سَيَهْدِينِ﴾ (۱) .

جس چیز کی تم عبادت کرتے ہو میں اس سے بیزار ہوں مگر اس سے جس نے مجھے پیدا کیا وہ عنقریب میری راہنمائی کرے گا۔

اور یہی اللہ تعالی کی طرف سے مبعوث کردہ ہر رسول کا دستور ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَٱجْتَنِبُوا۟ ٱلطَّٰغُوتَ﴾ (۲)

ہم تو ہر قوم میں ایک پیغمبر بھیج چکے ہیں (یہ حکم دیکر) کہ اللہ تعالی کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔ نیز اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿...فَمَن يَكْفُرْ بِٱلطَّٰغُوتِ وَيُؤْمِنۢ بِٱللَّهِ فَقَدِ ٱسْتَمْسَكَ بِٱلْعُرْوَةِ ٱلْوُثْقَىٰ لَا ٱنفِصَامَ لَهَا...﴾ (۳) .

پس جو کوئی طاغوت کے ساتھ کفر کرے اور اللہ تعالی پر ایمان لائے اس نے یقیناً مضبوط کڑا پکڑ رکھا ہے جو ٹوٹنے والا نہیں۔

---

(۱) سورۃ الزخرف : آیت ۲۶ - ۲۷ ۔

(۲) سورۃ النحل : آیت ۳۶ ۔

(۳) سورۃ البقرۃ : آیت ۲۵۶ ۔

جس کسی نے (لا الہ الا اللہ) کہا اس نے غیر اللہ کی عبادت سے اظہار براء ت کیا اور اللہ تعالٰی کی عبادت کا اپنے آپ کو پابند کیا۔ اور یہ وہ عہد ہے جس کی پابندی کی ذمہ داری انسان خود قبول کرتا ہے۔

﴿... فَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِۦ ۖ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَٰهَدَ عَلَيْهُ ٱللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴾ (١).

پس جو کوئی عہد توڑے اس کے عہد توڑنے کا نقصان اسی کی جان کو ہے اور جو کوئی اس عہد کو پورا کرے جو اس نے اللہ تعالٰی سے کیا ہے تو اللہ تعالٰی اس کو بہت بڑا ثواب دیگے۔

لا الہ الا اللہ توحید عبادت کا اعلان ہے کیونکہ الہ کے معنی معبود کے ہیں اس لئے اس کلمہ کے معنی ہیں: اللہ تعالٰی کے ما سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ اس کلمہ کے معنی کو جانتے ہوئے اسے پڑھنے والا، اور اس کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے شرک کی نفی اور توحید کا اقرار کرنے والا، اور اس پر اعتقاد رکھنے والا صحیح معنوں میں مسلمان ہے۔ اور جس نے یہ کلمہ پڑھا اور دل کے اعتقاد کے بغیر ظاہری طور پر اس کے تقاضوں کو پورا کیا وہ منافق ہے۔ اور جو کوئی زبان سے تو اس کلمہ کو پڑھے لیکن اس کے منافی مشرکانہ اعمال کا ارتکاب کرے وہ کافر ہے اگرچہ وہ اس کلمہ کو بار بار دہرائے جیسا کہ آج کل کے قبر پرست ہیں جو یہ کلمہ اپنی زبانوں سے پڑھتے ہیں لیکن اس کے معنی کو بالکل نہیں سمجھتے۔ ان کے طور و اطوار اور اعمال کے بدلنے میں بھی اس کا کوئی اثر دکھائی نہیں دیتا وہ لا الہ الا اللہ بھی

---

(١) سورۃ الفتح : آیت ١٠ ۔

کہتے ہیں اور مدد یا عبدالقادرؒ یا بدوی، یا فلاں، بھی پکارتے ہیں۔ وہ مردوں کو مدد کے لئے پکارتے ہیں اور مصائب میں ان سے فریاد کرتے ہیں۔ پہلے مشرکوں نے کلمہ کے معنی کو انؐ سے بہتر سمجھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے (لا الہ الا اللہ) کہنے کا مطالبہ کیا تو انہوں نے سمجھ لیا کہ ان سے بتوں کی عبادت چھوڑنے اور ایک اللہ کی بندگی کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اسی لئے انہوں نے کہا:

﴿ أَجَعَلَ ٱلْءَالِهَةَ إِلَٰهًا وَٰحِدًا ... ﴾(۱).

کیا اس نے کئی خداؤں کو ایک خدا کر دیا۔

اور قوم ھود نے کہا:

﴿ ... أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ ٱللَّهَ وَحْدَهُۥ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ ءَابَآؤُنَا ... ﴾(۲)

کیا تو اس لئے ہمارے پاس آیا ہے کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے ان کو چھوڑ دیں۔

اور قوم صالح نے ان سے کہا:

﴿ ... أَتَنْهَىٰنَآ أَن نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ ءَابَآؤُنَا ... ﴾(۳).

کیا تو ہم کو ان چیزوں کی عبادت سے روکتا ہے جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے آئے ہیں۔

---

(۱) سورۃ ص : آیت ۵ ۔

(۲) سورۃ الاعراف : آیت ۷۰ ۔

(۳) سورۃ ھود : آیت ۶۲ ۔

اور ان سے پہلے نوح علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا:

﴿ وَقَالُواْ لَا تَذَرُنَّ ءَالِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا ﴾ (۱).

اور انہوں نے کہا تم ہر گز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑو اور نہ چھوڑو ود کو، اور نہ سواع کو اور نہ ہی یغوث و یعوق اور نسر کو۔

کافروں نے لا الہ الا اللہ کے معنی یہ سمجھے کہ بتوں کی عبادت کو چھوڑا جائے اور صرف ایک اللہ کی عبادت کی جائے۔ اور اسی لئے انہوں نے اس کلمہ کے پڑھنے سے انکار کیا کیونکہ اس کے پڑھنے کے بعد لات و عزیٰ و منات کی عبادت کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ آج کے قبر پرست اس تناقض کہ نہیں سمجھ پائے۔ وہ اس کلمہ کو بھی پڑھتے ہیں اور مردوں کی پوجا بھی کرتے ہیں۔ ان میں سے کچھ لوگ الہ سے مراد اختراع، تخلیق اور ایجاد پر قدرت رکھنے والا بیان کرتے ہیں۔ اس طرح اس کلمہ کے معنی ہوں گے:

"نئے سرے سے تخلیق پر اللہ تعالی کے ما سوا کوئی قدرت نہیں رکھتا"

لیکن یہ انتہائی فحش غلطی ہے اتنی بات کا اقرار تو مشرکین بھی کرتے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے ان کے متعلق بیان کیا ہے۔ کہ اختراع و تخلیق اور زندگی و موت صرف اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن اس اقرار کے باوجود وہ مسلمان نہ بن گئے۔ اگرچہ یہ باتیں لا الہ الا اللہ کے معنی میں شامل ہیں لیکن وہ اس کلمہ کا اصل مقصود نہیں۔

◆

---

(۱) سورۃ نوح: آیت ۲۳۔

توحید عبادت میں شرک:

عبادت میں شرک سے مراد یہ ہے کہ عبادت کو یا عبادت کی کسی قسم کو غیر اللہ کے لئے کرنا۔ ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں کہ روئے زمین پر اس شرک کی ابتداء کیسے ہوئی اور یہ آج تک مخلوق میں جاری ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جن پر اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا ہے۔ عبادت میں شرک کی دو قسمیں ہیں۔

ایک شرک اکبر جو انسان کو ملت سے خارج کر دیتا ہے۔ جیسے غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا، غیر اللہ سے دعا کرنا، یا اسی طرح کوئی اور عبادت غیر اللہ کے لئے کرنا۔

دوسری قسم شرک اصغر ہے جو ملت سے خارج تو نہیں کرتی البتہ اس سے توحید میں نقص واقع ہوتا ہے۔ اور بسا اوقات انسان شرک اکبر تک پہنچ جاتا ہے۔ جیسے غیر اللہ کی قسم کھانا یا ریا کاری، یا یہ کہنا کہ "جیسے اللہ چاہیں اور آپ چاہیں" یا یہ کہنا کہ "اگر اللہ اور آپ نہ ہوتے" اور اسی طرح کے دوسرے جملے، جو کہ زبان سے ادا تو کئے جاتے ہیں لیکن ان کے معانی مقصود نہیں ہوتے۔ اس امت میں شرک بہت رواج پکڑ چکا ہے۔ اس کے پھیلنے کے اسباب بہت سے ہیں مثلاً بہت سے لوگوں کی کتاب و سنت سے دوری، آباء و اجداد کی اندھی تقلید، مردوں کی تعظیم میں مبالغہ اور ان کی قبروں پر عمارتوں کا بنانا، اور اس دین کی حقیقت سے بے خبری جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جب اسلام میں وہ لوگ پروان چڑہیں گے جنہوں نے جاھلیت کو نہیں پہچانا تو اسلام کی کڑیاں ایک ایک کر کے ٹوٹ جائیں گی"

شرک کے عام ہونے کے اسباب میں سے ان شبہات اور حکایات کی شہرت بھی ہے جن کی وجہ سے بہت سے لوگ بھٹک گئے ہیں اور جن کو وہ اپنے مشرکانہ اعمال کی درستگی کے لئے سند قرار دیتے ہیں۔ ان میں سے کچھ شبہات ایسے ہیں جو گزشتہ امتوں کے مشرکین نے پیش کئے اور کچھ ایسے ہیں جو اس امت کے مشرکین نے پیش کئے ہیں۔ ان شبہات میں سے چند یہ ہیں:

پہلا شبہ:

یہ شبہ مشرکوں کے نئے اور پرانے قریباً تمام گروہوں میں موجود ہے۔ اس کی اساس آباؤ اجداد کے طرز عمل کو حجت ٹھہرانا ہے اور یہ کہ انہیں عقیدہ اپنے آباء و اجداد سے ورثہ میں ملا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ وَكَذَٰلِكَ مَآ أَرۡسَلۡنَا مِن قَبۡلِكَ فِي قَرۡيَةٖ مِّن نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتۡرَفُوهَآ إِنَّا وَجَدۡنَآ ءَابَآءَنَا عَلَىٰٓ أُمَّةٖ وَإِنَّا عَلَىٰٓ ءَاثَٰرِهِم مُّقۡتَدُونَ ﴾(1).

اسی طرح ہم نے تجھ سے پہلے جب کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا بھیجا تو وہاں کے مالدار لوگ یہی کہنے لگے ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم تو انہی کے نقش قدم پر چلیں گے۔

اس دلیل کا سہارا وہ لوگ لیتے ہیں جو اپنے دعویٰ کے اثبات کے لئے کوئی

---

(1) سورۃ الزخرف : آیت ۲۳ ۔

اور دلیل پیش نہیں کر سکتے۔ لیکن میدان مناظرہ میں اس بودی دلیل کی کوئی وقعت و قیمت نہیں ہے کیونکہ انکے آباء و اجداد ہدایت پر نہیں تھے اور جو ہدایت پر نہ ہو اس کی پیروی اور اتباع کرنا ناجائز ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں۔ ﴿ ... أَوَلَوْ كَانَ ءَابَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْـًٔا وَلَا يَهْتَدُونَ ﴾ (۱).

کیا اگر ان کے آباء واجداد نہ کچھ جانتے ہوں اور نہ ہی ہدایت پانے والے ہوں (تب بھی یہ ان کی پیروی کریں گے)

اللہ تعالی ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

﴿ ... أَوَلَوْ كَانَ ءَابَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْـًٔا وَلَا يَهْتَدُونَ ﴾ (۲)

کیا اگر ان کے آباء و اجداد بے عقل اور گمراہ ہوں (تب بھی ان کی پیروی کریں گے)

آباء و اجداد کی پیروی قابل تعریف اس وقت ہے جب کہ وہ حق پر ہوں۔

اللہ تعالی یوسف علیہ السلام کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿ وَٱتَّبَعْتُ مِلَّةَ ءَابَآءِىٓ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْحَـٰقَ وَيَعْقُوبَ ۚ مَا كَانَ لَنَآ أَن نُّشْرِكَ بِٱللَّهِ مِن شَىْءٍ ۚ ذَٰلِكَ مِن فَضْلِ ٱللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى ٱلنَّاسِ وَلَـٰكِنَّ أَكْثَرَ ٱلنَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴾ (۳).

میں نے اپنے آباء و اجداد ابراہیم، اسحق اور یعقوب کے دین کی پیروی کی۔ ہمارے لئے یہ روا نہیں کہ اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک کریں۔ یہ ہم

---

(۱) سورۃ المائدۃ : آیت ۱۰۴ ۔

(۲) سورۃ البقرہ: آیت ۱۷۰ ۔

(۳) سورۃ یوسف : آیت ۳۸ ۔

پر اور تمام لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَٱتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَٰنٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ ... ﴾ (۱).

اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد بھی ایمان کے ساتھ ان کی راہ پر چلی تو ہم ان کی اولاد کو بھی (جنت میں) ان کے ساتھ کر دیں گے۔

یہ شبہہ مشرکین کے دلوں میں ایسا بیٹھ چکا ہے کہ وہ اس کو انبیاء علیہم السلام کی دعوت کے مقابلہ میں ہمیشہ پیش کرتے رہے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو اللہ کی عبادت کی دعوت دی تو انہوں نے جواب میں یہی شبہ پیش کیا (اس بارے میں) قران کریم میں ہے:

﴿ ... يَٰقَوْمِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُۥٓ ۚ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ ٱلْمَلَؤُا۟ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ مِن قَوْمِهِۦ مَا هَٰذَآ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيدُ أَن يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَآءَ ٱللَّهُ لَأَنزَلَ مَلَٰٓئِكَةً مَّا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِىٓ ءَابَآئِنَا ٱلْأَوَّلِينَ ﴾ (۲).

(نوح علیہ السلام نے کہا) اے میری قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ کیا پس تم نہیں ڈرتے۔ اس کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے: یہ ہے کیا تم جیسا ایک آدمی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی طرح تمہارا بڑا بن جائے ۔ اگر اللہ تعالیٰ (واقعی) چاہتا تو فرشتے اتارتا۔ ہم نے تو ایسی بات اپنے پہلے باپ دادوں میں نہیں سنی۔

---

(۱) سورۃ الطور : آیت ۲۱ ۔

(۲) سورۃ المومنون : آیات ۲۳ - ۲۴ ۔

حضرت صالح علیہ السلام سے ان کی قوم نے کہا:

﴿...أَتَنْهَىٰنَآ أَن نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ ءَابَآؤُنَا...﴾ (۱) .

کیا تو ہمیں ان چیزوں کو پوجنے سے روکتا ہے جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے

اور حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا:

﴿...أَصَلَوٰتُكَ تَأْمُرُكَ أَن نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ ءَابَآؤُنَآ...﴾ (۲) .

کیا تیری نماز تجھے یہ حکم دیتی ہے کہ ہم ان چیزوں کو چھوڑ دیں جن کی پوجا ہمارے باپ دادا کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب دلیل سے اپنی قوم کو خاموش کردیا تو انہوں نے بھی یہی بات کہی :

﴿...مَا تَعْبُدُونَ ﴿٧٠﴾ قَالُوا۟ نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَٰكِفِينَ ﴿٧١﴾ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ ﴿٧٢﴾ أَوْ يَنفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ ﴿٧٣﴾ قَالُوا۟ بَلْ وَجَدْنَآ ءَابَآءَنَا كَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ﴾ (۳)

(ابراہیم علیہ السلام نے کہا) تم کس کو پوجتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم بت پوجتے ہیں اور انہی کے سامنے پڑے رہتے ہیں۔ (ابراہیم علیہ السلام نے) کہا " جب تم ان کو پکارتے ہو تو کیا یہ سنتے ہیں یا تمہیں نفع و نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا: ہم نے اپنے آباء واجداد کو اسی طرح کرتے ہوئے پایا ہے۔

---

(۱) سورۃ ھود : آیت ۶۲ ۔

(۲) سورۃ ھود: آیت ۸۷ ۔

(۳) سورۃ الشعراء : آیت ۷۰ - ۷۴ ۔

اور فرعون نے موسی علیہ السلام سے کہا:

﴿ قَالَ فَمَا بَالُ ٱلْقُرُونِ ٱلْأُولَىٰ ﴾ (۱).

(فرعون نے) کہا: اچھا اگلے لوگوں کا کیا حال ہونا ہے؟
غرض کہ کفر ایک ہی ملت ہے اور مشرکین کے پاس حق کے مقابلہ میں بس یہی بودی اور بے وزن دلیل ہوتی ہے۔

دوسرا شبہ :

یہ شبہ مشرکین قریش اور دیگر لوگوں نے پیش کیا ان کا کہنا تھا کہ جس شرک کا وہ ارتکاب کررہے ہیں وہ درست ہے کیونکہ وہ تقدیر الہی سے ہے۔

سورة الانعام میں اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ سَيَقُولُ ٱلَّذِينَ أَشْرَكُوا۟ لَوْ شَآءَ ٱللَّهُ مَآ أَشْرَكْنَا وَلَآ ءَابَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن شَىْءٍ ... ﴾ (۲)

عنقریب مشرکین کہیں گے: اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادا شرک کرتے اور نہ ہی ہم کسی چیز کو حرام کرتے۔

اور سورة النحل میں فرمایا:

﴿ وَقَالَ ٱلَّذِينَ أَشْرَكُوا۟ لَوْ شَآءَ ٱللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِن دُونِهِۦ مِن شَىْءٍ نَّحْنُ وَلَآ ءَابَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن دُونِهِۦ مِن شَىْءٍ ... ﴾ (۳).

---

(۱) سورة طہ : آیت ۵۱ ۔

(۲) سورة الانعام : آیت ۱۴۸ ۔

(۳) سورة النحل : آیت ۳۵ ۔

اور مشرک لوگ کہتے ہیں: (ہمارا کیا قصور ہے) اگر اللہ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا اس کے سوا کسی کو نہ پوجتے اور نہ ہی ہم اس کے (کہے) بغیر کسی چیز کو حرام قرار دیتے۔

اور سورۃ الزخرف میں ہے:

﴿ وَقَالُواْ لَوْ شَآءَ ٱلرَّحْمَٰنُ مَا عَبَدْنَٰهُم ... ﴾(۱) .

اور انہوں نے کہا: اگر رحمن چاہتا تو ہم ان کو نہ پوجتے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ نے سورۃ الانعام کی آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:

مشرک اپنے شرک اور اپنی طرف سے حرام کردہ چیزوں کی حرمت ثابت کرنے کے لئے جو شبہ پیش کرتے ہیں اللہ تعالی نے اسے بیان کیا ہے: (وہ کہتے ہیں) کہ ان کے شرک اور ان کے چیزوں کو حرام کرنے کی اللہ تعالی کو خبر ہے اور وہ اس بات پر قادر ہیں کہ ہمارے دلوں میں ایمان ڈال دیں اور ہمیں کفر سے روک دیں لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے اعمال و تصرفات اللہ تعالی کی مشیئت و ارادہ سے ہیں اور وہ ہمارے ان اعمال کی وجہ سے ہم سے راضی ہیں۔

حافظ ابن کثیر نے اس پر لکھا ہے:

یہ کچی اور باطل دلیل ہے۔ اگر ان کی یہ بات درست ہوتی تو انہیں اللہ تعالی کیوں عذاب چکھاتے؟ اور کیوں انہیں تباہ و برباد کرتے اور ان سے شدید انتقام لیتے؟

---

(۱) سورۃ الزخرف : آیت ۲۰ ۔

قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ

(اے پیغمبر) کہہ دیجئے کیا تمہارے پاس اس بارے میں کوئی علم ہے؟

یعنی اس بارے میں کہ اللہ تعالی تم سے تمہارے ان اعمال کی وجہ سے خوش ہیں۔ «فَتُخْرِجُوهُ لَنَا» پس تم اس کو ہمارے سامنے پیش کرو۔

(إِنْ تَتَّبِعُوْنَ إِلاَّ الظَّنَّ) تم تو صرف گمان کی پیروی کرتے ہو۔

یعنی یہ تو ان کا وہم اور خیال ہی ہے جس کی بنا پر وہ یہ بات کہہ رہے ہیں۔

«وَإِنْ أَنتُمْ إِلاَّ تَخْرُصُوْنَ»

تم اپنے دعوی میں اللہ پر جھوٹ و افتراء باندھ رہے ہو۔(۱)

حافظ ابن کثیر سورۃ النحل کی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ان کی بات کا خلاصہ یہ ہے اگر اللہ تعالی ہمارے اعمال کو نا پسند کرتے ہوتے تو ہمیں ان کی سزا دیتے اور ہمیں وہ اعمال کرنے کی طاقت و قدرت ہی نہ دیتے۔ اللہ تعالی نے ان کے اس شبہ کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:

«فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ إِلاَّ الْبَلاَغُ الْمُبِيْنُ»

رسولوں کی ذمہ داری تو صرف واضح طور پر (پیغام کو) پہنچانا ہے۔

(وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ أُمَّةٍ رَسُوْلاً أَنِ اعْبُدُوا اللهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ فَمِنْهُمْ مَنْ هَدَى اللهُ وَمِنْهُمْ مَنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلاَلَةُ فَسِيْرُوْا فِي الأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ)(۲)

اور ہم تو ہر ایک امت میں رسول بھیج چکے ہیں (یہ حکم دیکر) کہ اللہ تعالی

---

(۱) تفسیر ابن کثیر : ۲ : ۱۸۶ ۔

(۲) سورۃ النحل : آیت ۳۶ ۔

عبادت کرو اور طاغوت سے بچے رہو۔ پس ان میں سے کچھ ایسے تھے کہ اللہ تعالی نے ان کو ہدایت دی اور کچھ ایسے تھے کہ ان پر گمراہی جم گئی۔ ذرا زمین میں سیر کرو اور دیکھو جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا۔

صورت حال اس طرح نہیں جس طرح تم نے گمان کیا ہے کہ اللہ تعالی نے تمہاری مذمت نہیں کی اللہ تعالی نے تو انتہائی شدید انداز میں تمہاری مذمت کی ہے اور انتہائی سخت انداز میں شرک سے منع کیا ہے اور ہر زمانے اور لوگوں کے ہر گروہ میں رسول مبعوث کیا۔ اور سب رسول ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دیتے اور غیر اللہ کی بندگی سے منع کرتے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

«أَنِ اعۡبُدُوا اللہَ وَاجۡتَنِبُوا الطَّاغُوتَ»

اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔

جب سے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں شرک شروع ہوا اللہ تعالی اسی دعوت کے ساتھ رسولوں کو مبعوث فرماتے رہے۔ اہل زمین کی طرف پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام تھے اور آخری حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جن کی دعوت مشرق و مغرب کے سب انسانوں اور جنوں کے لئے ہے ان سب رسولوں کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَمَآ أَرۡسَلۡنَا مِن قَبۡلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِىٓ إِلَيۡهِ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَٱعۡبُدُونِ﴾ (۱)

اور ہم ے تجھ سے پہلے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اس پر یہی وحی بھیجتے رہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری عبادت کرو۔

---

(۱) سورۃ الانبیاء: آیت ۲۵ ۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَسْـَٔلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رُّسُلِنَآ أَجَعَلْنَا مِن دُونِ ٱلرَّحْمَـٰنِ ءَالِهَةً يُعْبَدُونَ ﴾(۱)

تجھ سے پہلے جو پیغمبر ہم بھیج چکے ہیں ان سے سوال کر، کیا ہم نے رحمٰن کے سوا معبود مقرر کیے تھے کہ انکی عبادت کی جائے؟

اور اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِى كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَٱجْتَنِبُوا۟ ٱلطَّـٰغُوتَ ﴾(۲)

ہم ہر امت میں رسول بھیج چکے ہیں (یہ حکم دے کر) کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔

اس کے بعد کسی مشرک کا یہ کہنا کس طرح درست ہے۔

(لَوْ شَاءَ اللهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ).

اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم ان کے سوا کسی کی عبادت نہ کرتے۔

اللہ تعالیٰ کی مشیئت شرعیہ ان کے شامل حال نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے رسولوں کے ذریعہ روکا۔ جہاں تک مشیئت کونیہ کا تعلق ہے کہ تقدیر الٰہی کے تحت انہیں ایسا کرنے کا اختیار دیا گیا تو اس میں ان کے لئے کوئی حجت نہیں۔۔۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتایا ہے کہ رسولوں کی تنبیہ کے بعد ان کے اعمال کی

---

(۱) سورۃ الزخرف: آیت ۴۵۔

(۲) سورۃ النحل: آیت ۳۶۔

وجہ سے انہیں دنیا ہی میں سزا دی گئی۔ (۱)

اس شبہ کو پیش کرنے سے مشرکوں کا مقصد اپنے برے اعمال کی معذرت کرنا نہیں کیونکہ وہ اپنے اعمال کو برا ہی نہیں سمجھتے وہ تو سمجھتے ہیں کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں «يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعاً» «لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللهِ زُلْفَىٰ» وہ بتوں کی اس لئے پوجا کر رہے ہیں کہ وہ انہیں مقام و مرتبہ میں اللہ سے قریب کر دیں

ان کے اس شبہ کے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ان کے اعمال جائز و درست اور اللہ تعالی کے ہاں پسندیدہ ہیں۔

اللہ تعالی نے ان کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر حقیقت وہی ہوتی ہے جو یہ پیش کر رہے ہیں تو اللہ تعالی ان کی مذمت کے لئے رسولوں کو مبعوث کرتے اور نہ ان کے اعمال کی وجہ سے انکو سزا دیتے۔

تیسرا شبہ:

ان کے شبہات میں سے ایک یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ کا صرف زبان سے کہہ لینا جنت میں داخلہ کے لئے کافی ہے خواہ اس کے بعد انسان کیسے ہی شرکیہ یا کفریہ اعمال کرے اس سلسلہ میں وہ ان احادیث کے ظاہری الفاظ سے دلیل پکڑتے ہیں جن میں آیا ہے کہ جس کسی نے اپنی زبان سے شہادتیں (اللہ تعالی کی توحید کی شہادت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی) کا اقرار کیا وہ جہنم کی آگ پر حرام ہو گیا۔

---

(۱) تفسیر ابن کثیر: ۲ / ۵۸۶ - ۵۸۷ ۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ ان احادیث سے مراد وہ شخص ہے جس نے **لا الہ الا اللہ** کہا اور اسی پر اس کی موت آئی۔ شرک کر کے اس نے اس کلمہ کی نفی نہیں کی۔ بلکہ خلوص دل سے اس کلمہ کا اقرار کیا اور اللہ تعالی کے ماسوا جن کی عبادت کی جاتی ہے انکا انکار کیا اور اسی پر اس کی موت آئی جیسا کہ عتبان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

"بے شک اللہ تعالی نے جہنم کی آگ پر اس شخص کو حرام کیا جس نے لا الہ الا اللہ اللہ تعالی کی رضا مندی کے حصول کے لئے کہا" (۱)

اور صحیح مسلم میں ہے: جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اللہ تعالی کے سوا جس کسی کی بھی عبادت کی جاتی ہو اس سے کفر کیا تو اس کا مال اور خون حرام ہوگیا (کسی کو اس کے مال پر ہاتھ ڈالنے اور اس کا خون بہانے کی اجازت نہیں) اور اس کا حساب اللہ تعالی پر ہے۔"(۲)

اس حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال و خون کی حرمت کو دو باتوں سے مشروط کیا۔ پہلی بات: لا الہ الا اللہ کا کہنا اور دوسری بات: اللہ تعالی کے سوا جن کی عبادت کی جاتی ہے ان سے کفر کرنا.

اس طرح معنی کے بغیر لا الہ الا اللہ کے الفاظ کہنے پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اس کا کہنا بھی ضروری ہے اور اس کے مطابق عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ لا الہ الا اللہ کہنا جنت میں داخل ہونے اور جہنم کی آگ سے نجات پانے کا سبب ہے لیکن کوئی سبب اسی وقت کار آمد و مفید ہوتا ہے جب اس کی

---

(۱) صحیح مسلم ۱ : ۴۵۶ ۔

(۲) صحیح مسلم : ۱ : ۵۳ ۔

شروط پائی جائیں اور اس کی راہ میں حائل ہونے والی رکاوٹیں موجود نہ ہوں۔ حضرت حسن رحمۃ اللہ سے کہا گیا: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ "جس نے لا الہ الا اللہ کہا جنت میں داخل ہو گیا"۔ فرمانے لگے "جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے حقوق و فرائض کو ادا کیا جنت میں داخل ہو گیا۔"

حضرت وھب بن منبہ نے اس شخص کو جس نے اپنے سوال میں کہا کہ کیا لا الہ الا اللہ جنت کی کنجی نہیں۔ جواب دیتے ہوئے کہا: کیوں نہیں۔ لیکن ہر کنجی کے دندانے ہوتے ہیں اگر تو ایسی کنجی لائیگا جس کے دندانے ہوں تو وہ تیرے لئے کھول دے گی ورنہ کھول نہ سکے گی۔ لہذا کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ صرف لا الہ الا اللہ کہنا جنت میں جانے کے لئے کافی ہے خواہ اس کا کہنے والا مردوں سے دعائیں کرتا ہو اور مشکلات میں ان سے فریاد کرنے والا ہو اور اللہ تعالی کے ما سوا جن کی پوجا کی جاتی ہے ان سے کفر بھی کرنے والا نہ ہو! یہ تو کھلا ہوا مغالطہ ہے۔

چوتھا شبہ:

ایک غلط خیال یہ بھی پیش کیا جاتا رہا ہے کہ جب تک لوگ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کہتے رہیں گے تب تک امت محمدیہ میں شرک داخل نہیں ہو گا۔ اولیاء و صالحین کی قبروں کے پاس جو کچھ کیا جاتا ہے وہ شرک نہیں ہے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ اس امت میں یہود و نصاری کے مشابہ اعمال پائے جائیں گے۔ ان کے اعمال میں

سے ان کا ایک عمل یہ تھا کہ انہوں نے اللہ تعالی کو چھوڑ کر اپنے علماء اور راہبوں کو رب بنایا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:
تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں کی ہر ہر بات میں پیروی کرو گے۔
اگر وہ گوہ کی بل میں داخل ہوئے تو تم بھی اس میں داخل ہو گے۔
صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہود و نصاری (مراد ہیں) آپ نے فرمایا: اگر وہ مراد نہیں تو اور کون مراد ہے؟"(۱)

اس حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ یہ امت وہ سب کچھ کرے گی جو پہلی امتوں نے کیا خواہ اس کا تعلق دینی امور سے ہو یا عادات سے یا سیاست سے جس طرح سے پہلی امتوں میں شرک تھا اسی طرح اس امت میں بھی شرک پایا جائے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس بات کی خبر دی وہ بات واقع ہو چکی ہے۔ اللہ تعالی کی بجائے ان قبروں کی کتنی ہی صورتوں میں پرستش کی جاتی ہے اور ان پر نذریں پیش کی جاتی ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی خبر بھی دے دی کہ اس وقت تک قیامت بپا نہ ہو گی جب تک ان کی امت میں سے ایک قبیلہ مشرکوں کے ساتھ نہ مل جائیگا' اور جب تک ان کی امت میں سے کچھ گروہ بتوں کو نہ پوجیں گے۔(۲)

---

(۱) صحیح بخاری (طبع شدہ مع فتح الباری) : ۱۳ : ۳۰۰ ۔

(۲) سنن ابی داود : باب الفتن حدیث نمبر ۴۲۵۲ ۔ اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔

اس امت میں شرک، تباہ کن باتیں، اور گمراہ فرقے ظاہر ہو چکے ہیں جن کی وجہ سے بہت سے لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں۔

پانچواں شبہ :

ایک اور شبہ کے لئے یہ لوگ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں:

"بے شک شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ جزیرہ عرب میں نمازی اس کی پوجا کریں گے" یہ حدیث صحیح ہے اور ایک سے زیادہ طریقوں سے صحیح مسلم اور دیگر کتابوں میں روایت کی گئی ہے۔

ان کا استدلال یہ ہے کہ اس حدیث کی روشنی میں جزیرہ عرب میں شرک کا ہونا محال ہے۔

اس استدلال کا جواب، جیسا کہ ابن رجب رحمۃ اللہ نے بیان کیا ہے یہ ہے کہ:

شیطان اس بات سے نا امید ہو چکا ہے کہ ساری امت شرک اکبر پر مجتمع ہو۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ نے بھی ﴿... ٱلْيَوْمَ يَئِسَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ مِن دِينِكُمْ ...﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث شریف میں یہ کہا گیا ہے کہ "شیطان نا امید ہو گیا" یہ نہیں کہا گیا کہ "اس کو مایوس کر دیا گیا" اور اس کا از خود نا امید ہونا اس کے اپنے گمان اور اندازہ سے ہے اس کی بنیاد و اساس علم نہیں کیونکہ غیب کا علم نہیں جانتا۔ علم غیب تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اور اس کے اس گمان اور ظن کی تکذیب وہ احادیث شریفہ کرتی ہیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا کہ آپ کے بعد آپ کی امت میں شرک واقع ہو گا۔

علاوہ ازیں شیطان کے اس ظن و گمان کو تاریخ نے بھی جھٹلایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کتنے ہی عرب مختلف انداز سے اسلام سے مرتد ہو گئے۔

چھٹا شبہ :

ان کے شبہات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم اولیاء و صالحین سے یہ نہیں چاہتے کہ وہ اللہ تعالی کی بجائے ہماری ضروریات کو پورا کریں بلکہ ہم ان سے یہ چاہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالی کے ہاں ہماری شفاعت کریں کیونکہ وہ صالحین اور اللہ تعالی کے مقربین میں سے ہیں اور شفاعت کا ثبوت تو کتاب و سنت میں موجود ہے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ بالکل یہی بات مشرکوں نے اللہ تعالی کی بجائے مخلوق سے اپنے تعلق کی درستگی کو ثابت کرنے کے لئے کہی۔ جیسا کہ ان کے بارے میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُواْ مِن دُونِهِۦٓ أَوۡلِيَآءَ مَا نَعۡبُدُهُمۡ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَآ إِلَى ٱللَّهِ زُلۡفَىٰٓ﴾ (۱)

جن لوگوں نے اللہ کے سوا دوسروں کو دوست بنایا ہے (وہ کہتے ہیں کہ) ہم تو ان کو اس لئے پوجتے ہیں کہ وہ ہم کو اللہ کے نزدیک کر دیں)

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿ وَيَعۡبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمۡ وَلَا يَنفَعُهُمۡ وَيَقُولُونَ هَٰٓؤُلَآءِ شُفَعَٰٓؤُنَا عِندَ ٱللَّهِ...﴾ (۲).

---

(۱) سورۃ الزمر : آیت ۳ ۔

(۲) سورۃ یونس : آیت ۱۸ ۔

وہ اللہ کے سوا اس چیز کی عبادت کرتے ہیں کہ نہ وہ ان کو ضرر پہنچا سکتی ہے اور نہ ہی انکو نفع دے سکتی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ وہ ہمارے اللہ کے ہاں سفارشی ہونگے۔

دوسری بات یہ ہے کہ شفاعت برحق ہے لیکن وہ صرف اللہ ہی کی ملکیت ہے۔

﴿ قُل لِّلَّهِ ٱلشَّفَٰعَةُ جَمِيعًاۖ لَّهُۥ مُلۡكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِۖ ... ﴾ (۱)

کہہ دیجئے سفارش تو ساری اللہ کے اختیار میں ہے۔ آسمانوں اور زمین میں اسی کی بادشاہی ہے۔

شفاعت اللہ تعالی سے طلب کی جاتی ہے نہ کہ مردوں سے۔ اور اللہ تعالی نے ہمیں بتلایا ہے کہ اس کے حصول کیلئے دو شرطیں ہیں۔

پہلی شرط یہ ہے کہ شفاعت کرنے والے کو اللہ تعالی کی طرف سے شفاعت کی اجازت میسر ہو۔

﴿ ... مَن ذَا ٱلَّذِي يَشۡفَعُ عِندَهُۥٓ إِلَّا بِإِذۡنِهِۦۚ ... ﴾ (۲)

کون ہے جو ان کے ہاں ان کی اجازت کے بغیر شفاعت کرے؟

اور دوسری شرط یہ ہے کہ جس کی شفاعت کی جائے اللہ اس کے قول اور عمل سے راضی ہوں اور وہ مومن موحد ہی ہو سکتا ہے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں۔

﴿ وَلَا يَشۡفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ٱرۡتَضَىٰ ﴾ (۳)

---

(۱) سورۃ الزمر : آیت ۴۴ ۔

(۲) سورۃ البقرۃ : آیت ۲۵۵ ۔

(۳) سورۃ الانبیا : آیت ۲۸ ۔

اور وہ (فرشتے) سفارش نہیں کرتے مگر اس شخص کے لئے جس کو وہ (اللہ تعالی) پسند کریں۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿ وَكَم مِّن مَّلَكٍ فِي السَّمَٰوَٰتِ لَا تُغْنِي شَفَٰعَتُهُمْ شَيْـًٔا إِلَّا مِنۢ بَعْدِ أَن يَأْذَنَ اللَّهُ لِمَن يَشَآءُ وَيَرْضَىٰٓ ﴾ (۱).

اور آسمانوں میں کتنے فرشتے ہیں ان کی سفارش کسی کام نہیں آ سکتی مگر اس کے بعد کہ اللہ جس کے لئے چاہیں اور پسند کریں، اس کے بارے میں اجازت دیں۔

اور فرمایا:

﴿ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَٰعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُۥ قَوْلًا ﴾ (۲).

اس دن کسی کی شفاعت کام نہ آئیگی مگر جس کو رحمٰن سفارش کی اجازت دیں اور اس کی بات کو پسند کریں۔

اللہ تعالی نے اس بات کی اجازت نہیں دی کہ فرشتوں سے یا نبیوں سے یا بتوں سے شفاعت طلب کی جائے۔ یہ اللہ کے اختیار میں ہے اور انہی سے مانگی جاتی ہے۔

﴿ قُل لِّلَّهِ الشَّفَٰعَةُ جَمِيعًا... ﴾ (۳).

کہہ دیجئے کہ سفارش تو ساری اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

---

(۱) سورۃ النجم : آیت ۲۶ ۔

(۲) سورۃ طہ : آیت ۱۰۹ ۔

(۳) سورۃ الزمر : آیت ۴۴ ۔

وہ ہی شفاعت کرنے والے کو شفاعت کی اجازت بخشتے ہیں اگر وہ اجازت نہ دیں تو کوئی ان کے دربار میں شفاعت کی جرات نہیں کر سکتا۔ ان کے ہاں مخلوق والا معاملہ نہیں کہ مخلوق کی اجازت کے بغیر بھی ان کے روبرو شفاعت کی جاتی ہے، اور وہ نہ چاہتے ہوئے بھی شفاعت کو قبول کر لیتے ہیں کیونکہ جس کے رو برو شفاعت کی جاتی ہے وہ شفاعت کرنے والے اور اس کے تعاون کا محتاج ہوتا ہے اس لئے وہ اس کی شفاعت اس وقت بھی قبول کر لیتا ہے جب کہ اس نے اجازت نہیں دی ہوتی۔

اللہ تعالیٰ تو ہر کسی سے بے نیاز ہے وہ کسی کے دست نگر نہیں سب ان کے محتاج ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ مخلوق اور اللہ تعالیٰ میں ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ مخلوق میں سے حاکم اپنی رعیت کے تمام احوال سے شفاعت کرنے والوں کے بتائے بغیر واقف نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ تو وہ ہیں کہ انہیں اپنی مخلوق کے تمام حالات کی خبر ہے۔ انہیں اس بات کی چنداں حاجت نہیں کہ کوئی انہیں ان کے حالات بتلائے۔

شفاعت کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلص لوگوں پر عنایت فرماتے ہوئے انہیں ان لوگوں کی دعا کی وجہ سے معاف فرما دیتے ہیں جن کو انہوں نے از راہ تکریم شفاعت کی اجازت عطا فرمائی ہوتی ہے۔

◆

ساتواں شبہ :

یہ شبہ بھی پیش کیا جاتا ہے کہ اولیاء و صالحین کا اللہ تعالیٰ کے ہاں خاص مقام ہے ان کی محبت و تعظیم میں یہ بات شامل ہے کہ ان کے ساتھ رابطہ رکھا جائے، ان کے آثار سے تبرک حاصل کیا جائے، اور ان کے طفیل اور ان کے حق کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا جائے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ سب مومن لوگ اولیاء اللہ ہیں البتہ اپنے ایمان اور اعمال کے بقدر ان کی ولایت کے درجات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ لیکن کسی ایک کے بارے میں قطعی طور پر یہ کہنا کہ وہ اللہ کا ولی ہے اس کے لئے کتاب و سنت سے دلیل کا ہونا ضروری ہے۔ جس کی ولایت کی شہادت کتاب و سنت دیں ہم بھی اس کی ولایت کی شہادت دیتے ہیں۔ اور جس کی شہادت کتاب و سنت نہ دیں تو ہم حتمی طور پر اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے البتہ مومن کے لئے خیر کی امید رکھتے ہیں۔

جن لوگوں کے بارے میں کتاب و سنت سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ وہ اولیاء اللہ میں سے ہیں انکے بارے میں بھی غلو کرنا، ان سے تبرک حاصل کرنا، ان کے طفیل اور حق کے ساتھ اللہ سے سوال کرنا جائز نہیں۔ یہ سب باتیں شرک اور بدعات محرمہ کے وسائل میں سے ہیں۔ ہم نیک لوگوں سے محبت کرتے ہیں اور اچھے اعمال اور بھلی عادات میں ان کی پیروی کرتے ہیں لیکن ان کے بارے میں غلو کرتے ہیں اور نہ ہی ان کو ان کے مقام و مرتبہ سے اونچا کرتے ہیں۔ شرک کی ابتداء نیک لوگوں کے بارے میں غلو

سے ہی ہوتی ہے جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں ہوا۔ انہوں نے نیک لوگوں کے بارے میں غلو کیا اور پھر یہی غلو یہاں تک پہنچا کہ انہوں نے اللہ تعالی کو چھوڑ کر ان کی پوجا کی۔ اسی طرح اس امت میں نیک لوگوں کے بارے میں غلو کی وجہ سے "شرک فی العبادۃ"(۱) شروع ہوا۔ اللہ تعالی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلو سے باز رہنے کی تلقین کی ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں۔

﴿ قُلْ يَـٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَـٰبِ لَا تَغْلُوا۟ فِى دِينِكُمْ... ﴾(۲)

کہہ دیجئے اے اہل کتاب! اپنے دین میں حد سے مت بڑھو۔۔۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میری تعریف میں اس طرح حد سے تجاوز نہ کرو جس طرح نصاری نے مریم کے بیٹے (حضرت عیسی علیہ السلام) کی تعریف کرتے ہوئے حد سے تجاوز کیا۔ در حقیقت میں تو بندہ ہوں۔ تم (میرے بارے میں) صرف یہ کہو: "اللہ کا بندہ اور اس کا رسول"(۳)

اور اللہ تعالی نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم صرف انہی سے کسی ولی وغیرہ کے واسطہ کے بغیر دعا کریں اور انہوں نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ہماری فریاد کو سنیں گے۔ اور یقیناً وہ وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ اللہ تعالی نے فرمایا ہے۔

---

(۱) عبادت میں شرک ۔

(۲) سورۃ المائدہ: آیت ۷۷۔

(۳) صحیح البخاری (طبع شدہ مع فتح الباری) : ۶ : ۴۷۸ ۔

﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ٱدْعُونِىٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ... ﴾ (١) ۔

اور تمہارے رب نے کہا ہے مجھ سے دعا کرو میں تمہاری فریاد سنوں گا۔

اللہ تعالی نے یہ بھی فرمایا ہے۔

﴿ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِى عَنِّى فَإِنِّى قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ ٱلدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ ﴾ (٢)

اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو (کہہ دیجئے) بے شک میں قریب ہوں جب مجھ سے دعا کرنے والا دعا کرتا ہے تو اس کی پکار کو سنتا ہوں۔

﴿ ٱدْعُوا۟ رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ... ﴾ (٣) ۔

اپنے پروردگار کو گڑ گڑا کر چپکے چپکے پکارو۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ ... فَٱدْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ ... ﴾ (٤)

اسی کو پکارو خالص اس کی بندگی کر کے

اس طرح جن آیات میں دعا کرنے کا حکم دیا ان میں یہی ہے کہ براہ راست کسی کے واسطہ کے بغیر دعا کرو۔ اولیاء و صالحین تو خود اللہ تعالی کے محتاج اور دست نگر بندے ہیں۔ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں۔

---

(١) سورۃ غافر : آیت ٦٠ ۔

(٢) سورۃ البقرہ: آیت ١٨٦ ۔

(٣) سورۃ الاعراف : آیت ٥٥ ۔

(٤) سورۃ غافر : آیت ٦٥ ۔

﴿ أُولَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ يَدۡعُونَ يَبۡتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ ٱلۡوَسِيلَةَ أَيُّهُمۡ أَقۡرَبُ وَيَرۡجُونَ رَحۡمَتَهُۥ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُۥٓ... ﴾ (۱).

یہ لوگ جن کو پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب کی طرف ذریعہ تلاش کرتے ہیں کہ کون اللہ کے زیادہ قریب ہوتا ہے اور اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں۔

عوفی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ: مشرک لوگ کہا کرتے تھے: ہم فرشتوں اور مسیح و عزیر کی عبادت کرتے ہیں اس پر اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ أُولَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ يَدۡعُونَ... ﴾.

یعنی یہ فرشتے جن کو تم پوجتے ہو وہ تو خود اللہ تعالی کے قرب کے حصول کے لئے کوشاں ہیں وہ اللہ کی رحمت پانے کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے خوفزدہ ہیں۔ اور جس کی خود یہ کیفیت ہو اس سے اللہ تعالی کے ساتھ فریاد نہیں کی جا سکتی۔ (۲)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: یہ آیت عام ہے اور ہر اس شخص کو شامل ہے جس کا معبود خود اللہ تعالی کی بندگی کرنے والا ہو خواہ وہ فرشتوں سے ہو یا جنوں سے یا انسانوں سے۔ اس لئے اس آیت میں ہر اس شخص کے لئے خطاب ہے جس نے اللہ تعالی کے سوا کسی اور کو پکارا اور وہ پکارا جانے والا خود تقرب الہی چاہنے والا ہو، رحمت الہی کا امیدوار ہو اور ان کے

---

(۱) سورۃ الاسراء : آیت ۵۷ ۔

(۲) تفسیر ابن کثیر : ۳ : ۴۶ ۔

عذاب سے ڈرنے والا ہو۔ بات کا خلاصہ یہ ہے کہ جس کسی نے کسی میت سے یا انبیاء و صالحین میں سے غیر موجود شخص سے دعا کی خواہ وہ لفظ استغاثہ سے ہو یا کسی اور لفظ سے اس پر یہ آیت منطبق ہو گی۔ جس طرح کہ فرشتوں اور جنوں سے دعا کرنے والے شخص پر منطبق ہوتی ہے۔(۱)

آٹھواں شبہ:

ان کے شبہات میں سے ایک شبہ کی بنیاد مندرجہ ذیل دو آیات سے استدلال پر ہے

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَٱبۡتَغُوٓاْ إِلَيۡهِ ٱلۡوَسِيلَةَ ﴾(۲).

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

دوسری آیت:

﴿ أُوْلَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ يَدۡعُونَ يَبۡتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ ٱلۡوَسِيلَةَ أَيُّهُمۡ أَقۡرَبُ... ﴾(۳).

یہ لوگ جن کو پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب کی طرف ذریعہ تلاش کرتے ہیں کہ کون اللہ کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

انہوں نے ان دو آیات سے یہ سمجھا کہ ان کے اور اللہ تعالی کے درمیان انبیاء و صالحین کی شخصیتوں، ان کے حقوق اور مقام و مرتبہ کا وسیلہ پکڑنا جائز اور درست ہے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں آیتوں میں وسیلہ سے مراد وہ کچھ

---

(۱) مجموع فتاوی شیخ الاسلام: ۱۱ : ۵۲۹ و۱۵:۲۲۶۔

(۲) سورۃ المائدۃ: آیت ۳۵ ۔

(۳) سورۃ الاسراء : آیت ۵۷ ۔

نہیں جو یہ سمجھتے ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ نیک اعمال سے قرب الہی کا حصول کیا جائے۔ وسیلہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک جائز وسیلہ ہے اور دوسرا نا جائز۔ جائز وسیلہ کی کئی ایک اقسام ہیں انہی جائز اقسام میں مندرجہ ذیل قسمیں ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات سے وسیلہ پکڑنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

﴿ وَلِلَّهِ ٱلْأَسْمَآءُ ٱلْحُسْنَىٰ فَٱدْعُوهُ بِهَا... ﴾ (١).

اور اللہ کے اچھے نام ہیں انہی کے ساتھ اللہ سے دعا کرو۔ جیسا کہ مسلمان یہ کہے:

يَا اللّٰه : اے اللہ
يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ: اے رحم کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔
يَا حَنَّانُ : اے شفقت فرمانے والے۔
يَا مَنَّانُ : اے احسان فرمانے والے۔
يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ : اے جلالت و اکرام والے۔

میں آپ سے اس اس بات کا سوال کرتا ہوں۔

۲ - فقر و حاجت کا اظہار کر کے اللہ تعالیٰ کے ہاں وسیلہ پکڑنا، جیسا کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا:

﴿ ...أَنِّى مَسَّنِىَ ٱلضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ ٱلرَّٰحِمِينَ ﴾ (٢).

---

(١) سورۃ الاعراف : آیت ۱۸۰ ۔

(٢) سورۃ الانبیاء : آیت ۸۳ ۔

مجھے بیماری پہنچی ہے اور آپ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ مہربان ہیں۔

اور جیسا کہ زکریا علیہ السلام نے کہا:

﴿ قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ ٱلْعَظْمُ مِنِّي وَٱشْتَعَلَ ٱلرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُنۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴾ (١)

(زکریا علیہ السلام نے) کہا: اے میرے رب میری ہڈیاں کمزور ہو گئیں اور (بڑھاپے کی) سفیدی سے سر چمکنے لگا اور میں تجھ کو پکار کر کبھی محروم نہیں رہا۔

اور جیسا کہ حضرت ذوالنون علیہ السلام (یونس علیہ السلام) نے کہا:

﴿ ...أَن لَّآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنتَ سُبْحَٰنَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴾ (٢).

نہیں کوئی معبود مگر تو۔ تو پاک ہے بے شک میں ظالموں میں سے ہوں۔

۳ - نیک اعمال کا وسیلہ پکڑنا جیسا کہ اللہ تعالی کے اس فرمان میں آیا ہے:

﴿ رَّبَّنَآ إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَٰنِ أَنْ ءَامِنُوا۟ بِرَبِّكُمْ فَـَٔامَنَّا ۚ رَبَّنَا فَٱغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّـَٔاتِنَا... ﴾ (٣).

اے ہمارے رب ہم نے ایک پکارنے والے کی سنی جو ایمان کی طرف پکارتا ہے (کہتا ہے) اپنے رب پر ایمان لاؤ پس ہم ایمان لائے۔ اے ہمارے رب ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہم سے ہماری برائیاں دور کر دے۔

---

(١) سورة مریم : آیت ۴ ۔

(٢) سورة الانبیاء : آیت ۸۷ ۔

(٣) سورة آل عمران : آیت ۱۹۳ ۔

اور جیسا کہ ان تین اشخاص کے قصہ میں آیا ہے کہ غار پر پتھر آ پڑا اور انہوں نے اپنے نیک اعمال کے ذریعہ اللہ تعالی سے دعا کی تو اللہ تعالی نے ان کی مصیبت دور کر دی۔ اور یہی وسیلہ ہے جس کا ذکر ان دونوں آیات میں ہے جن سے شبہ پیش کرنے والوں نے دلیل پکڑی ہے۔ یہ وسیلہ نیک اعمال کے واسطہ سے اللہ تعالی کا قرب حاصل کرنا ہے۔

۴ - نیک لوگوں کی دعا کے ساتھ اللہ تعالی کے ہاں وسیلہ پکڑنا:

اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص کسی زندہ نیک شخص کے پاس جائے اور اس سے کہے کہ میرے لئے اللہ تعالی سے دعا کیجئے جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ساتھی سے فرمایا:

اے میرے چھوٹے بھائی ہمیں اپنی دعا میں نہ بھولنا"(۱)

اور جیسا کہ صحابہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالی کے ہاں دعا کرنے کی درخواست کیا کرتے، اسی طرح وہ آپس میں ایک دوسرے سے بھی اللہ تعالی سے دعا کی درخواست کرتے تھے۔

نا جائز وسیلہ :

نا جائز وسیلہ یہ ہے کہ مخلوق میں سے کسی کی ذات، یا حق، یا عظمت و شان کا واسطہ دے کر اللہ تعالی سے سوال کرنا جیسا کہ کوئی کہنے والا یہ کہے "میں فلاں کے واسطہ سے، یا اس کے حق سے، یا اس کی عظمت و شان کے واسطہ سے آپ سے سوال کرتا ہوں"

---

(۱) سنن ابی داود باب الدعاء، حدیث نمبر ۱۴۹۸ ۔ نیز الترمذی: باب الدعوات، حدیث نمبر ۳۵۵۲ ۔

قطع نظر اس سے کہ جس کے واسطہ سے سوال کیا جا رہا ہو وہ زندہ ہے یا مردہ۔

اس طرح سوال کرنا بدعت، حرام اور شرک کے وسیلوں میں سے ایک وسیلہ ہے اور اگر سوال کرنے والا جس کا وسیلہ پکڑ رہا ہے اس کا تقرب حاصل کرنے کے لئے کوئی عبادت کرے تو یہ شرک اکبر ہے (نعوذ باللہ من ذلک) جیسا کہ کسی ولی کے لئے ذبح کرے، یا اس کی قبر کے لئے نذر مانے، یا اس کو پکارے اور اس سے مدد طلب کرے یا اسی طرح کے اور اعمال کرے۔ ہم اللہ تعالی سے التجا کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو دین کی سمجھ عطا فرما دیں، دشمنوں کے خلاف نصرت و اعانت فرما دیں اور ان کے بھٹکے ہوئے اشخاص کی راہنمائی فرما دیں۔ آمین۔

نواں شبہ :

ان کے شبہات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ بعض احادیث سے استدلال کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ احادیث ان کے لئے دلیل بن سکتی ہیں۔ ان احادیث میں سے ایک وہ حدیث ہے جو کہ امام ترمذی نے اپنی کتاب جامع الترمذی میں اپنی سند کے ساتھ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک نا بینا شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اللہ تعالی سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے عافیت دیں۔ آپ نے فرمایا "اگر تو پسند کرے تو میں تیرے لئے دعا کروں اور اگر تو چاہے تو صبر کر، اور صبر کرنا تیرے لئے بہتر ہے"

اس نے عرض کی آپ اللہ تعالی سے دعا کیجئے۔ آپ نے اس کو اچھی طرح

وضو کرنے اور ان الفاظ کے ساتھ دعا کرنے کا حکم دیا:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، إِنِّيْ تَوَجَّهْتُ بِهِ إِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهِ لِتُقْضٰى، اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ،

اے اللہ! میں آپ سے آپ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ نبی رحمت ہیں کے ساتھ سوال کرتا ہوں اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ میں اپنی اس حاجت کے پورا کروانے کی غرض سے ان کے ساتھ اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ اے اللہ! ان کی میرے بارے میں شفاعت کو قبول فرما۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن، صحیح غریب ہے۔ ہم اس کو ابو جعفر کی روایت سے جانتے ہیں اور یہ ابو جعفر الخطمی نہیں۔ (۱)

ان لوگوں نے کہا کہ اس حدیث سے نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہونا اور سوال کرنا ثابت ہوتا ہے۔ ان کے استدلال کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تب بھی اس کا اس بات سے کوئی تعلق نہیں جو یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کیونکہ اس نابینا شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ اس کے لئے دعا فرما دیں، اور پھر وہ دعا کے ساتھ آپ کی موجودگی میں متوجہ ہوا اور ایسا کرنا جائز ہے۔ کہ تم کسی نیک زندہ شخص کے پاس جاؤ اور اس سے درخواست کرو کہ وہ تمہارے لئے اللہ تعالی سے دعا کرے۔ اس حدیث سے

---

(۱) سنن الترمذی: کتاب الدعوات، حدیث ۳۵۷۳۔

یہ بات بالکل ثابت نہیں ہوئی کہ مردوں اور غیر موجود لوگوں کا وسیلہ پکڑا جائے اور ان کی وساطت سے اللہ کی طرف توجہ کی جائے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تو اس نا بینا کو یہی حکم دیا کہ وہ اللہ تعالی سے یہ دعا کرے کہ وہ اس کے بارے میں اپنے نبی کی سفارش قبول فرمائے خلاصہ یہ کہ اس حدیث میں اللہ تعالی سے شفاعت طلب کی گئی ہے اور صرف اللہ تعالی ہی سے شفاء دینے کا سوال کیا گیا ہے۔ اس سے زیادہ کچھ ثابت نہیں ہوتا۔ اس میں قطعاً یہ بات نہیں کہ مخلوق میں سے کسی شخصیت کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے یا مردوں اور غیر حاضر لوگوں کو پکارنا درست ہے۔

اس کے علاوہ یہ لوگ ایک جھوٹی اور خود ساختہ حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میری عظمت و شان کا وسیلہ پکڑو میری عظمت و شان اللہ تعالی کے ہاں بلند ہے"۔

یہ حدیث جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ تعالی نے لکھا ہے، جھوٹی ہے اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھا گیا ہے کہ آپ نے یہ بات فرمائی۔ (۱)

دسواں شبہ :

ان کے شبہات میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ کہانی قصوں اور خوابوں پر بھروسہ کرتے ہیں، جیسا کہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص فلاں شخص کی قبر میں آیا اور یوں یوں واقعات ہوئے، اور فلاں شخص نے خواب میں ایسے ایسے دیکھا۔ اسی طرح کی ایک کہانی ان میں سے کچھ لوگ یوں بیان کرتے ہیں۔

---

(۱) مجموع فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ : ۱:۳۱۹، ۳۴۶ ۔

العتبی نے کہا: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس بیٹھا تھا ایک بدو آیا اور کہنے لگا:

اے اللہ کے رسول آپ پر سلام ہو۔ میں نے اللہ تعالی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے:

﴿...وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوٓاْ أَنفُسَهُمْ جَآءُوكَ فَٱسْتَغْفَرُواْ ٱللَّهَ وَٱسْتَغْفَرَ لَهُمُ ٱلرَّسُولُ لَوَجَدُواْ ٱللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا﴾ (١).

اور اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا آپ کے پاس آ کر اللہ سے معافی مانگتے اور رسول بھی ان کے لئے معافی چاہتا تو وہ اللہ کو بڑا معاف کرنے والا مہربان پاتے۔

اور میں آپ کے پاس اپنے گناہ کی معافی طلب کرتے ہوئے اور اپنے رب کی طرف آپ کی شفاعت چاہتے ہوئے آیا ہوں۔ پھر وہ (بدو) یہ اشعار پڑھنے لگا (جن کا ترجمہ حسب ذیل ہے)

اے ان تمام سے بہتر جن کی ہڈیاں زمین میں دفن کی گئی ہیں اور اس کی ہڈیوں کی خوشبو کی وجہ سے چٹیل میدان اور ٹیلے خوشبودار ہو گئے۔

میری جان اس قبر پر قربان ہو جائے جس میں آپ تشریف فرما ہیں اس قبر میں پاکدامنی اور جود و سخا ہے۔

بدو (یہ کہہ کر) چلا گیا میری آنکھ لگ گئی تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے تھے:

"اے عتبی! بدو کے پاس جاؤ اور اسے یہ خوشخبری سناؤ کہ اللہ تعالی نے اس

---

(١) سورۃ النساء : آیت ٦٤ ۔

کو معاف کر دیا ہے۔"

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ قصے کہانیاں اور خواب احکام و عقائد کے ثابت کرنے کے لئے دلیل نہیں بن سکتے۔ اور اللہ تعالی کا جو یہ ارشاد ہے:

﴿... جَآءُوكَ ...﴾ . کہ وہ آپ کے پاس آتے

اس سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ان کے پاس آنا ہے نہ کہ ان کی قبر کے پاس آنا۔

اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرات صحابہ اور تابعین میں سے کسی نے بھی آپ کی قبر کے پاس آ کر یہ سوال نہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے گناہوں کی معافی طلب کریں حالانکہ وہ لوگ خیر و بھلائی کے حصول اور دینی احکام کی پابندی کے انتہائی حریص تھے۔

گیارھواں شبہ :

ان کے شبہات میں سے ایک ان کی یہ دلیل ہے کہ بعض قبروں وغیرہ کے پاس ان کی بعض حاجتیں پوری ہو گئیں۔ جیسا کہ وہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے فلاں قبر پر حاضر ہو کر دعا کی، یا فلاں شخص یا ولی کا نام پکارا تو اس کی مراد پوری ہو گئی۔ اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ مشرک کی کسی حاجت کا پورا ہونا اس بات کی دلیل نہیں بن سکتا کہ جس شرک کا وہ ارتکاب کر رہا ہے وہ جائز و درست ہے عین ممکن ہے کہ (اسی مقام پر) اس کی حاجت کا پورا ہونا تقدیر الٰہی سے ہو اور مشرک یہ سمجھ رہا ہو کہ یہ کسی شیخ یا ولی سے اس کے فریاد کرنے کی وجہ سے ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی کسی مراد کے پورا ہونے میں اس کے لئے آزمائش ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ کسی

وقت کسی مشرک کی حاجت کے پورا ہونے سے اس بات کی دلیل نہیں پکڑی جا سکتی کہ اللہ تعالی کے سوا کسی اور سے دعا کرنا درست ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ مشرکوں کے پاس اپنے مشرکانہ اعمال کو صحیح ثابت کرنے کے لئے ایک بھی ٹھوس اور پختہ دلیل نہیں۔ ان کی کیفیت تو وہی ہے جو اللہ تعالی نے بیان فرمائی ہے۔

﴿ وَمَن يَدْعُ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ لَا بُرْهَٰنَ لَهُۥ بِهِۦ ... ﴾ (۱).

اور جو کوئی اللہ تعالی کے ساتھ کسی دوسرے کو پکارے جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں۔

شرک کی اساس کسی برہان و دلیل پر نہیں۔ جبکہ توحید کی بنیاد قطعی براہین اور واضح دلائل پر ہے۔

﴿... أَفِي ٱللَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ...﴾ (۲).

کیا اللہ کے بارے میں شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے۔

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱعْبُدُوا۟ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُمْ وَٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (٢١) ٱلَّذِى جَعَلَ لَكُمُ ٱلْأَرْضَ فِرَٰشًا وَٱلسَّمَآءَ بِنَآءً وَأَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً فَأَخْرَجَ بِهِۦ مِنَ ٱلثَّمَرَٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا۟ لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴾ (۳).

اے لوگو اپنے رب کی بندگی کرو جس نے پیدا کیا تم کو اور ان کو جو تم

---

(۱) سورۃ المومنون : آیت ۱۱۷ ۔

(۲) سورۃ ابراہیم : آیت ۱۰ ۔

(۳) سورۃ البقرۃ : آیات ۲۱ - ۲۲ ۔

سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ جس نے زمین کو تمہارے لیے بچھونا بنایا اور آسمان کو چھت اور آسمان سے پانی برسا کر تمہارے کھانے کے لئے میوے نکالے۔ اللہ کا شریک مت مقرر کرو جب کہ تم (یہ سب کچھ) جانتے ہو۔

بارھواں شبہ :

غالی صوفیوں اور ان کے مقلدین کا خیال ہے کہ شرک دنیا کی طرف رجحان اور اس کی طلب میں مشغول ہونے کا نام ہے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ یہ ان کی طرف سے اس شرک اکبر پر پردہ ڈالنے کی کوشش ہے جس کا وہ ارتکاب قبروں کی پوجا اور مشائخ کی تعظیم کی صورت میں کرتے ہیں۔ اللہ تعالی نے دنیا کو جائز طریقہ سے طلب کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور اگر دنیا طلب کرنے کا مقصد اللہ تعالی کی فرمانبرداری میں اعانت حاصل کرنا ہو تو یہ عین عبادت اور توحید ہے۔

خاتمہ :

شرک ظلم کی تمام اقسام میں سے سب نے سنگین قسم ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿...إِنَّ ٱلشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيمٌ﴾ (۱).

بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔

جس کی موت شرک پر ہوئی اس کے لئے اللہ تعالی کی طرف سے معافی نہیں۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغۡفِرُ أَن يُشۡرَكَ بِهِۦ وَيَغۡفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُۚ...﴾ (۲).

بے شک اللہ تعالی اس بات کو معاف نہیں کرتے کہ ان کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ جس کو چاہتے ہیں معاف فرما دیتے ہیں۔

مشرک پر جنت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔

﴿ـ إِنَّهُۥ مَن يُشۡرِكۡ بِٱللَّهِ فَقَدۡ حَرَّمَ ٱللَّهُ عَلَيۡهِ ٱلۡجَنَّةَ وَمَأۡوَىٰهُ ٱلنَّارُۖ ـ﴾ (۳).

بے شک جس نے اللہ تعالی کے ساتھ شرک کیا اللہ تعالی نے اس پر جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا آگ ہے۔

مشرک پلید ہے اس کا مسجد حرام میں داخلہ جائز نہیں۔

---

(۱) سورۃ لقمان : آیت ۱۳ ۔

(۲) سورۃ النساء : آیت ۴۸ ۔

(۳) سورۃ المائدۃ : آیت ۷۲ ۔

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِنَّمَا ٱلْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا۟ ٱلْمَسْجِدَ ٱلْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَـٰذَا ۚ... ﴾ (۱).

اے ایمان والو! بے شک مشرک لوگ پلید ہیں اس سال کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب نہ آئیں۔

مشرک کا خون و مال مباح ہے۔

﴿ فَإِذَا ٱنسَلَخَ ٱلْأَشْهُرُ ٱلْحُرُمُ فَٱقْتُلُوا۟ ٱلْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَٱحْصُرُوهُمْ وَٱقْعُدُوا۟ لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَإِن تَابُوا۟ وَأَقَامُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتَوُا۟ ٱلزَّكَوٰةَ فَخَلُّوا۟ سَبِيلَهُمْ ۚ... ﴾ (۲).

جب حرمت والے مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو، ان کو پکڑو، ان کو گھیرو، اور ان کی تاک میں ہر گھات کی جگہ بیٹھو۔ پس اگر وہ توبہ کر لیں، نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کی راہ چھوڑ دو۔

مشرک واضح طور پر سیدھی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور اس نے شرک کر کے بہت بڑا بہتان باندھا ہے وہ توحید کی بلندی سے دور جا گرا۔

﴿ ... وَمَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ ٱلسَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ ٱلطَّيْرُ أَوْ تَهْوِى بِهِ ٱلرِّيحُ فِى مَكَانٍ سَحِيقٍ ﴾ (۳).

---

(۱) سورۃ التوبۃ: آیت ۲۸ ۔

(۲) سورۃ التوبۃ: آیت ۵ ۔

(۳) سورۃ الحج: آیت ۳۱ ۔

اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرے (تو اس کی مثال ایسی ہے) جیسے وہ آسمان سے گر پڑا پھر پرندے اس کو اچک لیں یا آندھی اس کو کہیں دور پھینک دے۔

مشرک سے نکاح کرنا جائز نہیں۔

﴿ وَلَا تَنكِحُوا۟ ٱلْمُشْرِكَٰتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ ۚ وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ ۗ وَلَا تُنكِحُوا۟ ٱلْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا۟ ۚ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ ۗ ... ﴾ (١).

مشرکہ عورتوں سے تب تک نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں۔ مومنہ لونڈی مشرکہ عورت سے بہتر ہے۔ اگرچہ وہ تمہیں پسند ہو۔ مشرک مردوں سے تب تک نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں مومن غلام مشرک مرد سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں پسند ہو۔

مشرک کا کوئی عمل قبول نہیں کیا جاتا اور نہ ہی اس کی عبادت درست ہے۔

﴿ وَلَقَدْ أُوحِىَ إِلَيْكَ وَإِلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ ٱلْخَٰسِرِينَ ﴾ (٢).

بے شک تمہاری طرف اور ان کی طرف جو تم سے پہلے تھے یہ وحی کی گئی کہ اگر تو نے شرک کیا تو تیرا عمل برباد ہو جائیگا اور تو خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیگا۔

اور فرمایا:

---

(١) سورۃ البقرۃ: آیت ٢٢١۔

(٢) سورۃ الزمر: آیت ٦٥۔

﴿...وَلَوْ أَشْرَكُوا۟ لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ﴾ (۱).

اور اگر وہ شرک کرتے تو جو عمل وہ کرتے تھے یقیناً برباد ہو جاتا۔

ہم اللہ تعالی سے شک، شرک، کفر، نفاق اور برے اخلاق سے پناہ طلب کرتے ہیں اور اس بات سے بھی اللہ تعالی کی پناہ مانگتے ہیں کہ مال، اہل اور اولاد میں بھی ایسی حالت پیدا ہو جائے جو بری ہو۔

اے اللہ! ہمیں حق کو حق سمجھنے اور اس کی پیروی کی توفیق دیجئے۔ اور ہمیں باطل کو باطل سمجھنے اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

﴿سُبْحَٰنَ رَبِّكَ رَبِّ ٱلْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿١٨٠﴾ وَسَلَٰمٌ عَلَى ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿١٨١﴾ وَٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾ (۲)

﴿سُبْحَٰنَهُۥ وَتَعَٰلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ (۳) ﴿سُبْحَٰنَهُۥ وَتَعَٰلَىٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا﴾ (۴)

وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه أجمعين.

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

ڈاکٹر صالح الفوزان

---

(۱) سورۃ الانعام : آیت ۸۸ ۔

(۲) سورۃ الصافات : آیات ۱۸۰ا - ۱۸۲ ۔

(۳) سورۃ النحل : آیت ۱ ۔

(۴) سورۃ الاسراء آیت ۴۳ ۔

فہرست

پیش لفظ از ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی ۵
حقیقت توحید کا بیان ۶
اقسام توحید ۱۷
توحید عبادت میں شرک ۲۹
پہلا شبہ ۳۰
دوسرا شبہ ۳۴
تیسرا شبہ ۳۹
چوتھا شبہ ۴۱
پانچواں شبہ ۴۳
چھٹا شبہ ۴۴
ساتواں شبہ ۴۸
آٹھواں شبہ ۵۲

ناجائز وسیلہ ۵۵
نواں شبہ ۵۶
دسواں شبہ ۵۸
گیارہواں شبہ ۶۰
بارہواں شبہ ۶۲
خاتمہ ۶۳
فہرست ۶۷

أخي الكريم وأختي الكريمة

ندعوكم للمشاركة في إنجاح أعمال المكتب وتحقيق طموحاته من خلال إسهامكم بالأفكار والمقترحات والدعم المادي والمعنوي.

فلا تحرم نفسك الأجر بالمشاركة في دعم أعمال المكتب

الدال على الخير كـ... فاعله

م	إسم الحساب	رقم الحساب	غرض الحساب
١	التبرعات العامة	١٩٥٦٠٨٠١٠١٠٢٠٠٧	خاص بتسيير أعمال المكتب كمثل رواتب الدعاة والعاملين وخدمات أخرى
٢	تبرعات المكتب	١٩٥٦٠٨٠١٠١٠٦٥٥٢	خاص بطباعة الكتب والمطويات وغيرها
٣	تبرعات الزكاة	١٩٥٦٠٨٠١٠١٠٨١٣٧	خاص بأصناف الزكاة
٤	مقر المكتب	١٩٥٦٠٨٠١٠١٣٣٥٥٦	خاص بتشييد مباني المكتب

الحساب الموحد لجميع حسابات المكتب (١٩٥٦٠٨٠١٠٢١٠٠٠٨) لدى مصرف الراجحي

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بسلطانة
تحت إشراف وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد
هاتف: ٤٢٤٠٠٣٣ ناسوخ: ٤٢٥١٠٠٥ ص ب ٩٢٦٧٥ الرياض ١١٦٦٣ بريد الكتروني E-mail: Sultanah22@hotmail.com

0 0 8 0 0 6